رجسٹرڈ نمبر ڈی ۶۷

Regd. No. P 84

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ
۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۲۵ صلح ۱۳۴۱ ہش | ۱۸ شعبان ۱۳۸۱ھ | ۲۵ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ جنوری (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

کل حضور کو بے چینی اور گھبراہٹ رہی رات نیند ٹھیک آگئی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲۴ جنوری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

صالح نگر اور ساندھن کا تبلیغی دورہ

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء کی برکات سے متمتع ہونے کے بعد مجھے نظارت دعوت و تبلیغ نے صالح نگر اور ساندھن کے دورے کا حکم دیا۔ یہ ضلع آگرہ کے دو گاؤں ہیں۔ ان دونوں گاؤں کے ساتھ جماعت احمدیہ کی شاندار تاریخ وابستہ ہے۔ ساندھن کو تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا ہے۔

آگرہ، ایٹہ اور مین پوری کے علاقوں میں مسلمان راجپوتوں کی کثیر آبادی ہے۔ آریہ سماج کی طرف سے ۱۹۲۳ء میں شدھی کی جو تحریک چلائی گئی اس کا نشانہ انہیں علاقوں کو بنانے کی کوشش کی گئی۔ دوسرے علاقے تو بچ گئے۔ مگر آگرہ کے چند گاؤں اس تحریک سے بہت متاثر ہوئے۔ انہیں میں صالح نگر اور ساندھن بھی ہیں۔ جماعت نے اپنی بنیادی روایات کے مطابق بیان اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مورچہ لگایا۔ اور حضور ایدہ اللہ کی قیادت و رہنمائی میں ایک تنظیم اور منصوبے کے ماتحت سلسلہ کے علماء اور ذی اثر احباب کو اس طرف بھیجنا شروع کیا۔ ان احمدی مجاہدوں نے اپنے جوش تبلیغ اور جذبہ ایثار و فدویت سے ان مورچوں پر جیسے شاندار کارنامے انجام دیئے ان سے ہم تاریخ احمدیت کا ایک سارا روشن باب مرتب کر سکتے ہیں یا ابھی تک ساندھن اور صالح نگر کے باشندوں کو وہ زمانہ یاد ہے۔ اُنہوں نے ان مورچوں پر حق و باطل کے اتنے معرکے دیکھے ہیں کہ جب وہ اپنی زبان سے اس کی تفصیل سنانا شروع کرتے ہیں۔ تو اس وقت ان کی دیہاتی وضع کی پگڑیاں علم و تقفیت کی دستار معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور ان کی سیدھی سادی صورتوں پر علم و دانش کی روشنی پر جھلکنے لگتی ہے۔

ان علاقوں کی کشش دیکھئے کہ جب مجھے وہاں جانے کی ہدایت کی گئی۔ تو رہگذر کی پوری معلومات حاصل کئے بغیر قادیان سے چل پڑا۔ راستے میں دہلی آیا۔ پھر آگرہ اور تاج محل۔ مگر میں نے کسی جگہ توقف نہیں کیا اور سیدھا تیر کی طرح صالح نگر پہنچ گیا۔

شہر آگرہ سے ۲۰ میل جنوب یہ راستہ بس کے ذریعہ سے طے کیا گیا مجھ سے جب بس کنڈکٹر نے کہا کہ صالح نگر کے لئے یہاں اُتر جائیے۔ اس وقت قریب تھا کہ میں ہمت ہار بیٹھتا اور شہر آگرہ لوٹ جاتا۔ صالح نگر سڑک سے ایک میل دور تھا۔ جہاں پہنچنے کے لئے دیہاتی راستوں۔ کھیتوں اور جھاڑیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ مگر اس وقت چاند نے میری ہمت افزائی کی۔ میں چاندنی میں خدا کا نام لے کر صالح نگر کی طرف چل پڑا۔ سردی کی رات تھی اور ہو کا عالم۔ اللہ اللہ کر کے تھوڑی دیر میں صالح نگر پہنچ گیا۔ سب سے پہلے اذان کی آواز میرے کانوں میں آئی۔

مکرم منور احمد خاں صاحب اور دوسرے دوستوں کو جب میری آمد کی اطلاع ہوئی تو سبھی فرط محبت میں دوڑتے ہوئے آئے۔ اور سلام، مصافحہ و معانقہ کرتے گئے نماز اور کھانے کے بعد دن کا تھکا ماندہ مسافر رات کو آرام کی نیند سو گیا۔

چند گھنٹوں کے بعد صبح ہو گئی۔ مرغ نے بانگ دی اور مؤذن نے اذان۔ نماز صبح بھی ادا ہوئی مگر دن کے ۱۰ بجے تک سورج کا چہرہ نظر نہیں آیا۔ آسمان پر ابر کا ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا البتہ ساری فضا دھوئیں جیسے غبار سے بھری تھی۔ وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ ۱۲ سال کے بعد ایسی کہر پڑی ہے۔ میں تبلیغ، درس اور تربیتی جلسوں کا پروگرام لے کر آیا تھا۔ مگر دن کی کہر اور رات کی ٹھٹھرا دینے والی سردی کسی اجتماعی پروگرام کی اجازت نہیں دیتی تھی۔

مجھے مکرم منور احمد خاں کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہاں کئی سال سے کوئی تبلیغی یا تربیتی جلسہ نہیں ہوا۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں بھی چہ میگوئیاں ہیں کہ آخر اب جماعت احمدیہ کیوں خاموش ہو گئی ہے۔ یہ سن کر میں نے ارادہ کیا کہ جلسہ ضرور ہونا چاہیئے۔ خواہ کہر کے ساتھ ساتھ ژالہ باری بھی کیوں نہ ہو جائے چنانچہ دوسرے دن ۱۰×۲۵ گز کے ایک ہال میں ایک تربیتی جلسے کا اعلان ہوا۔ لیکن اس میں چند غیر مسلم شرفاء بھی تشریف لے آئے ہال کے کونوں میں آگ سلگا دی گئی تھی۔ جس سے سردی کا زور کم ہو رہا تھا۔ مردوں کے علاوہ احمدی مستورات بھی اس جلسہ میں شریک ہوئیں میں نے موقعہ اور محل کے مطابق ایک تقریر کی۔ سامعین نہایت خاموشی سے سنتے رہے۔ خیر یہ تقریر ختم ہو گئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ کہ اتنے میں ایک آواز آئی کہ آپ کی تقریر تو ایک جلسہ عام میں ہونی چاہیئے۔ ساتھ ہی یہ پروگرام بنا لیا گیا کہ اب وسط آبادی میں ایک پبلک میٹنگ ہو۔ دوسرے دن وہ گھڑی بھی آئی۔ اور تقریر کرنے کے لئے ایک ایسے چوپال میں آیا جو آبادی کے درمیان ہے۔ ہر عقیدے اور ملت کے لوگ اتنی تعداد میں آئے کہ چوپال کھچا کھچ بھر گیا۔ اس کے بعد لوگ اوپر تلے کھڑے ہو گئے۔ میں نے یہاں ایک عام فہم انداز میں "نیشنل انٹیگریشن" پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ ہم باقاعدہ طور پر ۱۹۰۸ء سے تمام قوموں کو اتحاد و یکجہتی کی دعوت دے رہے ہیں۔

میری یہ تقریر سننے کے بعد سامعین میں سے ہر قوم کے دانشمند لوگوں نے کہا کہ ایسی تقریر تو انٹر کالج ودھا دھاری میں ہونی چاہیئے۔ میں نے کہا میں تو ہر جگہ اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہوں۔ خیر ۳ دسمبر کو اس کالج میں تقریر کا وقت لے لیا گیا۔

دوسرے دن میں نے مکرم منور احمد خاں صاحب سے کاشتکاری کے طریق اور پیداوار کی اوسط پر تبادلہ خیالات شروع کیا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ میرے یہ دوست اس علاقے میں جدید طریق کاشتکاری کا سر[illegible] ہیں۔ اور اوسط پیداوار کے اعتبار سے آگے بھی پہلا انعام انہیں کا ہے۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ جب تک پرانے طریقہ پر کاشت کرتے تھے۔ ہر ایکڑ زمین میں گیہوں کے ڈیڑھ من بیج بوتے تھے۔ اور پیداوار ۱۵ من فی ایکڑ تک ہوتی تھی۔ مگر جب سے جدید طریق پر کاشت شروع کی ہے۔ ہر ایکڑ میں صرف چھ سیر بیج ڈالتے ہیں۔ اور پیداوار کی اوسط تیس پینتیس من فی ایکڑ ہو گئی ہے اُنہوں نے مجھے بتایا۔ گورنمنٹ کے محکمے اچھے بیج، اچھے کھاد سے اور کھاد دے کر ہمیں مدد کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے کھیتوں کی سیر کرانے لے گئے۔ واقعی ان کی کھیتیاں دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی۔ اُنہوں نے مجھے اپنا ایک کھیت بھی دکھایا جس کے ایک ایکڑ زمین میں تجربے کے طور پر چار قسموں کے گیہوں بوئے ہیں۔ پھر وہ مجھے گنے کے کھیت کی طرف لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر میرے دانتوں کی آزمائش ہو گئی۔ یہ دانت جو ذرا پھر تکار روئی [illegible]

محمد صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے ماڈرن آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ــ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۶۲ء

یوم جمہوریت ہند

۲۶ جنوری ہمارے ملک میں ایک تاریخی دن ہے جبکہ آج سے ۱۲ سال پہلے ملک میں رائج کئے جانے والے نظام حکومت کو جمہوری لائنوں پر منضبط کیا جا کر ہر بھارت واسی کو حکومت میں برابر کا حصہ دار قرار دیا گیا۔ اسی نظام حکومت کی برکت ہے کہ آج تیسرا آزادانہ چناؤ عنقریب ہونے والا ہے۔ اگلے ہی مہینہ بھارت کا ہر عاقل بالغ اپنی مرضی اور پسند سے اپنے ووٹ کا استعمال کرے گا

ملک میں جمہوری نظام حکومت نے نہ صرف ہر عاقل بالغ کو رائے دہندگی کا حق دیا ہے بلکہ اس کے ذریعہ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی پانے کے مواقع بافراط مہیا کئے گئے ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے جس کی تفصیلات میں جانا اس وقت ممکن نہیں اور جس صورت میں کہ ملک نے کسی ایک ہی شعبہ میں ترقی نہیں کی بلکہ اسکی یہ ترقی ہمہ جہتی اور ایسی نمایاں ہے کہ ہر شخص کو ظاہرا اور باہر طور پر نظر آتی ہے۔ ذرا اپنے گھر سے باہر نکلئے گلی محلہ اور بازار میں گھوم جائیے اگر آپ کسی گاؤں کے رہنے والے ہیں تو پاس کے کسی قصبہ یا شہر میں پہنچ جائیے آپ کو قدم قدم پر ملک کی ترقی کے آثار نظر آئیں گے۔ ملک کے دور دراز کے علاقوں کو پختہ سڑکوں کے ذریعہ ملایا جا رہا ہے بیکاری کے مسئلہ کو خاطر خواہ طور پر حل کرنے کیلئے دریاؤں پر بند باندھے جا رہے ہیں۔ سٹیم تیار ہو کر آبپاشی کے وسائل کو وسیع کیا جا رہا ہے بجلی کی بہم رسانی کو ترقی دی جا رہی ہے۔ ذرائع آمد و رفت کی سہولیات پہلے سے کہیں زیادہ ہیں۔ صنعت و حرفت میں ملک کا قدم بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ عام استعمال کی بیشتر اشیاء اب اپنے ہی ملک میں بنائی جانے لگی ہیں۔ غرضیکہ ایک انقلاب ہے جو ملک کے ہر حصہ میں نظر آرہا ہے۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے ملک کے آزاد ہو جانے اور اس کے بعد ملک واسیوں کی شبانہ روز محنت و کوشش کا۔ حقیقت یہ ہے۔ انتھک محنت اور لگاتار کوشش انسان کو بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک کو موجودہ مقام پر پہنچنے کے لئے ... لگے اور ہمارا ملک تو ابھی حال ہی میں آزاد ہوا ہے اس نے جو حیرت انگیز ترقی کی وہ اس امر کی آئینہ دار ہے کہ ملک کے باشندے آزادی کی نعمت کی قدر پہچانتے ہیں اور اس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کے لئے ہر ممکن وسیلہ کام میں لانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ مادی ترقی بھارتی عوام کیلئے آئندہ مزید خوشحالی اور بہتری کا پیغام ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ اس خوش آئندہ صورت حال کے ساتھ ایک خوفناک عارضہ کے جراثیم بھی اندر ہی اندر پرورش پا رہے ہیں اور ان کی یلغار سے ملک کا سماجی ڈھانچہ سخت خطرہ میں ہے یہی نہیں بلکہ ایک حصہ پر تو اس کے حملہ کے خطرناک نتائج سامنے بھی آرہے ہیں ـــ!! انسانی روحانی قدریں جن کی بدولت مشرق کو مغرب پر ایک نمایاں امتیاز حاصل تھا ملک کی مادی ترقی اور صنعت و حرفت میں آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ غیر شعوری طور پر بتدریج رو بہ انحطاط ہیں۔ ملک کے نیتاؤں سے لیکر ایک ادنیٰ مزدور تک بس اسی دھن میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مادیت میں آگے نکل جائیں کسی کو اس بات کی فرصت ہی نہیں کہ ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کرے جو آج تک ہمارے ملک کا طرہ امتیاز رہیں۔ مغربی سامراجیوں سے نجات تو پالی مگر مغربیت سے چھٹکارا نہ پا سکے جبکہ وہ تو اب شاید ہمارے لئے بلند معیار زندگی کی گویا علامت بن چکی ہے اور اس پر بھی مستزاد وہ لذت محسوس ہونے لگی ہے مغربی ممالک نے مادیت میں ترقی کی اور چاند ستاروں تک پہنچ گئے مگر ان کی ترقی سے جو انہیں انعام دیا گیا ہے یہی ہے کہ وہ انسان کی ہلاکت و تباہی کے چند زہر دار نتیجے ان کے ہاتھ آگئے اور اس کے باوجود کیا وہ اپنی اس حالت پر مطمئن ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ صاف بات ہے انسان جو زندگی کی کشمکش میں کسی طرح کے پاپڑ بیلتا ہے اس کا منتہائے مقصود یہی ہوتا ہے کہ اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے آرام اور سہولت کے سامان مہیا کرے اور اطمینان اور سکون کی زندگی کے وسائل پر قابو پا لے۔ مگر سارے مغرب کو بلکہ اس زمانہ کی ترقی یافتہ اقوام اور ممالک کو بھی تو یہ نعمت آج تک میسر نہ آئی۔ اور آبھی کیسے سکتی ہے جبکہ ان کی کوششیں اس کے برعکس صرف ہو رہی ہیں یہ چیز میسر آ سکتی ہے تو روحانیت کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ جو انسانیت کا اصل جوہر اور اس کا طرہ امتیاز ہے۔

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ملک میں رائج نظام حکومت میں سیکولرزم کو ترجیح دی گئی ہے۔ جس کے تحت ہر شخص کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہر شخص جو چاہے مذہب اختیار کرے اور آزادانہ طور پر اپنے مذہبی خیالات کی تبلیغ و اشاعت کرے حکومت کو اس سے چنداں تعرض نہیں۔ دوسری ملکوں میں یہ مناسبت کی اس سہولت سے مذہبی طبقوں کو خاطر خواہ فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ مگر آزادی کے ان تیرہ چودہ سالوں میں جو بات کھل کر سامنے آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ملک کا سماجی ڈھانچہ بڑی تیزی کے ساتھ بگاڑ کی طرف بڑھ رہا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عوام پر مذہبی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ذرا غور کیا جائے تو ایک طبقہ میں تو مذہب سے دلچسپی ہی ختم ہو رہی ہے اس بات کو مذہبی طبقہ میں بڑی تشویش سے دیکھا جانا چاہیئے کہ کہیں ان کا مذہبی نقطۂ نگاہ نظر ثانی کا تو محتاج تو نہیں؟

اس سلسلہ میں کچھ آوازیں اس قسم کی بھی سنی جانے لگی ہیں کہ سیکولرزم کا صحیح مطلب سمجھنے میں عوام نے سخت غلطی کھائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس بڑی غلطی کا شکار ہونے میں ملک کے اہل حل و عقد کا اپنا طریق عمل زیادہ طور پر اثر انداز ہوا ہے۔ جبکہ انہوں نے دانستہ یا نادانستہ طور پر سیکولرزم سے مراد مذہب سے بیگانگی سمجھ لیا!

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس صورت میں کہ بھارت میں متنوع مذاہب اور مذہبی لحاظ سے مختلف مکاتب خیال کے لوگ بستے ہیں حکومتی سطح پر مناسب یہی ہے کہ حکومت اور حکومت کے معاملات کو کسی خاص مذہب اور مذہب کی کسی بات سے کوئی لگاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن کیا حکومت لامذہب ہے؟ وہ لامذہبی اور اس سے متعلق امور کی سرپرست ہے۔ ہماری دانست میں یہ بات درست نہیں۔ شاید ملک میں مذہب سے بڑھتی ہوئی بے رغبتی اور بے اعتنائی کے بواعث میں سے یہ غلط طریق عمل بھی ہو جو عوام یا حکومت کے بعض افسران کے دماغوں میں کار فرما ہو۔ لیکن اگر ملک کی سیکولرزم کو اس نہج پر زیادہ بڑھاوا دیا جائے اور حکومتی سطح پر اس بات پر خصوصیت سے زور دیا جائے کہ سیکولر حکومت اپنے ملک کے جملہ مذاہب کی سرپرست ہے۔ اور پھر وہ ایسے عملی قدم اٹھائے جن سے نہ تو کسی خاص مذہب کا پرچار ہو اور نہ ہی لامذہبی خیالات کو فروغ ملے تو بہتر نتائج برآمد نہیں ہو سکیں گے۔ اور مذہبی افراد کی بے اطمینانی ختم ہو سکے گی۔

ساری دنیا میں اور بالخصوص اپنے ملک میں سرعت سے پھیل رہے الحادی خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے خیال میں مذہب پسند طبقہ کو حرکت میں آنے کی ضرورت ہے۔ اب وہ وقت نہیں رہا جبکہ مذاہب کی باہمی چپقلش جاری رہے اور اس بڑی دفاعی قوت کو اپنے باہمی مقابلہ میں ختم کیا جائے۔ بلکہ مناسب ہے کہ مذہب پسند طبقہ کی متحدہ کوشش سے لامذہبیت اور الحاد کا مقابلہ کیا جائے بالخصوص جبکہ ہمارے ملک کا دستور اس کی اجازت دیتا ہے اس کے لئے کسی قسم کی روک نہیں ڈالتا۔ اس کے لئے ملک کے جملہ مذہبی نیتا اگر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکیں تو یہ ایک مبارک موقعہ ہاتھ آ سکتا ہے۔

منارۃ المسیح کی سفیدی کیلئے

معلومات درکار ہیں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ قادیان

منارۃ المسیح کا شمالی مشرقی حصہ جو بالعموم سورج کے سامنے نہیں آتا بارشوں کے سبب اس حصہ کی سفیدی کم ہو گئی ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والے بیرونجات کے احباب نے خاص طور پر اس کو محسوس کیا ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ سارے منارہ کے بیرونی حصہ کو سنگ مرمر کی پختہ سفیدی کرا دی جائے۔

جملہ دوست احباب جماعت سے صرف اس قدر درخواست ہے کہ وہ اپنے یہاں کسی ایسی فرم یا اس کام کے ماہر کاریگروں کا پتہ دیں جن سے یہ کام بطریق احسن کرایا جا سکے۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں کلکتہ، بمبئی، حیدرآباد وغیرہ کے احباب خاص طور پر میرے مخاطب ہیں۔ وہ ایسے کاریگروں سے دریافت کر کے جلد اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ منارۃ المسیح کی چار منزلیں ہیں جن کی اونچائی قریباً ۱۰۵ فٹ ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ایڈیشنل ناظر تعلیم و تربیت قادیان

۲۲-۱-۶۲

بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

عزیزم میاں شریف احمد صاحبؓ کی وفات پر اب قریباً بیسؔ دن گذر چکے ہیں مگر ابھی تک اُن کے متعلق غم و حزن اور نقصان کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اور طبیعت میں بہت بے چینی رہتی ہے۔ ان کی وفات گو بیسؔ اکیسؔ سال کی لمبی بیماری کے بعد ہوئی اور اس دوران میں کئی سخت خطرے کے وقت آئے مگر باوجود اس کے ان کی وفات ایسی اچانک ہوئی کہ اب تک اُن کی وفات کا یقین نہیں آتا۔ دوسری طرف وہ دن بھی جلسہ سالانہ کے دن تھے۔ جس کی گوناگوں مصروفیتوں اور ذمہ داریوں میں ان کی وفات یوں ہوئی کہ گویا ایک تیز رفتار بگولا آیا اور ہمارے سروں پر تیزی کے ساتھ گذر گیا اور خدا نے اپنے خاص الخاص فضل سے ہمارے دلوں میں اتنی مضبوطی اور صبر کی کیفیت پیدا کی کہ جلسہ کے سارے کام اپنی پوری شان اور پورے التزام کے ساتھ تکمیل کو پہنچ گئے وذالك فضل اللّٰه يُؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظیم۔

مگر جب جلسہ کا ہنگامہ گزر گیا اور خدا نے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سرخرو کیا۔ اور طبیعت نے عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی طولانی بیماری اور بیماری کی تکالیف اور پھر ان کی اچانک وفات کے حالات پر سوچنے اور غور کرنے کی مہلت پائی تو (خدا ہمیں بے صبری سے بچائے اور اپنا صابر و شاکر بندہ رکھے) ان کی جدائی پر غم و حزن کا احساس بڑھ رہا ہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پتھروں کی ایک مضبوط عمارت جو ہر پتھروں کے باہم پیوست ہونے کی وجہ سے اپنے بانی کی وفات کے بعد چونسٹھ سال سے ایک پختہ چٹان کی طرح قائم تھی اس میں سے ایک پتھر اور بہتر بھی وسطی پتھر اچانک الگ ہو کر خلاء پیدا کر گیا ہے۔ مگر ہم اپنے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان پیارے الفاظ کے سوا اور کچھ نہیں کہتے کہ:-

اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَمَا نَقُوْلُ
اِلَّا مَا يَرْضٰى بِهِ اللّٰهُ وَاِنَّا بِفِرَاقِ اَخِيْنَا لَمَحْزُوْنُوْنَ

ہمارا مرحوم بھائی گو پبلک میں نسبتاً کم آیا مگر اس میں بہت سی خوبیاں تھیں جو حقیقتاً قابل رشک تھیں۔ سادہ مزاجی، غریب پروری، ہمدردی، تنگی اور تکالیف میں صبر و شکر اور اس پر خدمت دین اور جماعتی اتحاد کا جذبہ اور اصابت رائے ایسی تھیں جن سے ان کی روح میں ایک خاص قسم کا جلا پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو جس ہمت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا وہ انہیں کا حصہ تھا۔ میں تو جب گزشتہ بیس یا تیس سال کے حالات اور واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ انہوں نے کس ہمت اور ضبط اور صبر و شکر سے ان حالات کو برداشت کیا اور کبھی ایک کلمہ ناشکری کا اپنی زبان پر نہیں لائے مگر افسوس کہ ہم ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکے بعض باتیں تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں اور یہ باتیں اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں لیکن جو لوگ جانتے ہیں وہ ان کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں ان کے دل کی گہرائیوں سے دعائیں اُٹھ اُٹھ کر آسمان کی طرف جاتی ہیں۔

اپنی لمبی بیماری کی وجہ سے ہمارے مرحوم بھائی کے دل میں بیماروں کی ہمدردی کا خاص جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اُمِّ مظفر احمد کی ایک خادمہ نے مجھے بتایا کہ جب اُمِّ مظفر ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور میں بیمار تھیں اور انہیں بہت تکلیف تھی تو میاں شریف احمد صاحبؓ ان کی عیادت کے لئے قریباً روزانہ آتے تھے۔ ایک دفعہ اُمِّ مظفر احمد بہت بے چین اور بے حد مجبور سی تھیں گرم پانی کی ضرورت تھی۔ انہوں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ پانی گرم کر کے لاؤ اور میرے بستر میں گرم پانی کی بوتل رکھ دو۔ خادمہ کو اس کام میں کچھ دیر ہوگئی تو میاں شریف احمد صاحبؓ خود اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں جا کر پانی گرم کرنے میں مدد دینے لگ گئے اور خادمہ سے کہنے لگے:-

”جلدی کرو ان کو تکلیف ہے۔ تو نہیں جانتی کہ بیمار کا دل کتنا حساس ہوتا ہے“

وفات سے چند دن قبل کمزوری کی وجہ سے گر گئے اور بازو میں چوٹ آئی اور کلائی کی ہڈی میں کریک (Crack) آگیا مگر باوجود اس کے جلسہ کا انتظام دیکھنے کے لئے موٹر میں گئے اور بعض ہدایات بھی دیں مگر چونکہ ہڈی کی چوٹ کا دل پر اثر پڑتا ہے اور وہ پہلے سے دل کے مریض تھے اور ایک سال قبل دل کا سخت حملہ ہو چکا تھا اس لئے تیسرے دن اچانک داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی جوڑی توڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ غالباً حکیم سید پیر احمد صاحب سیالکوٹی نے ان کی وفات سے ایک رات قبل جو یہ خواب دیکھی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں شریف احمد صاحب کا بازو دبا رہے ہیں اس میں اسی بازو کی تکلیف کی طرف اشارہ تھا۔ اللہ اللہ! محبت اور شفقت کا کیا عالم ہے۔ کاش ہمیں بھی دوسری دنیا میں یہ شفقت اور محبت نصیب ہو۔ ایک عورت نے ان کی وفات پر خوب کہا کہ:-

پنجاں دی جوڑی پوڑی ہو گئی

پوڑا پنجابی زبان میں اسے کہتے ہیں جس کا کوئی دانت درمیان میں سے ٹوٹ کر خلاء پیدا کر دے۔ سو دنیا میں تو یہ خلا پیدا ہو گیا مگر خدا تعالےٰ ایسا کرے کہ آسمان میں کوئی خلا نہ پیدا ہو۔ مجھے اس وقت وہ زمانہ یاد آرہا ہے کہ جب ہم پانچوں بہن بھائی اکٹھے حضرت اماں جان کی آغوش میں حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک سایہ کے نیچے رہتے تھے۔ اب دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد نیکی اور تقویٰ اور خدمت دین پر قائم رہتے ہوئے آخرت میں پھر حضور کے قدموں میں اکٹھی ہو اور سرخرو ہو کر آسمان پر پہنچے۔ آمین

میں نہیں جانتا کہ میں نے یہ مضمون (جبکہ میں پہلے ایک مضمون لکھ چکا ہوں) کیوں لکھا ہے اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا۔

خاکسار:- مرزا بشیر احمد لاہور ۱۲/۱/۶۲

(الفضل ۱۸/۱/۶۲)

میاں شریف احمد صاحبؓ کے متعلق ایک دوست کا لطیف رؤیا

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

محترم بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب سیالکوٹ نے ۲۵ و ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کی درمیانی رات کو خواب دیکھا (یعنی جس کے بعد میاں شریف احمد صاحبؓ صبح آٹھ بجے فوت ہوئے) کہ میاں شریف احمد صاحبؓ چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی چارپائی کے ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور دوسری طرف حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں۔ میاں شریف احمد صاحبؓ کے بازو میں بہت درد ہو رہا ہے۔ اور اُنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ میرے بازو میں درد ہوتا ہے٭ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے بازو کو اپنے ہاتھ سے دبانا شروع کر دیا ہے۔ اور دوسری طرف حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ان کے دوسرے بازو کو دبا رہی ہیں۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں شریف احمد صاحبؓ کو محبت کے ساتھ فرمایا:-

”بیٹا فکر نہ کرو۔ تم دس بجے سے پہلے میرے پاس پہنچ جاؤ گے“

بابو قاسم دین صاحب لکھتے ہیں کہ حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب یہ رؤیا بیان کر کے زار زار رونے لگ گئے۔ حکیم صاحب موصوف بہت مخلص احمدی ہیں۔ اور اُن کی یہ رؤیا بالکل حق ہے اور خدا کی طرف سے ہے جس پر بعد کے واقعات پوری طرح شاہد ہیں۔ کیونکہ دوسرے دن صبح دس بجے سے پہلے ہی میاں شریف احمد صاحب خدا کو پیارے ہو گئے۔

عزیزم میاں شریف احمد صاحبؓ نے جتنی لمبی بیماری کاٹی (اور یہ بیماری تکلیف دہ تھی۔ اور اس میں جس انتہائی **صبر و شکر** کا نمونہ دکھایا وہ ہم سب کے لئے ایک پاک نمونہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ رسول پاکؐ کے ارشاد کے مطابق یہ بیماری آخرت میں میاں صاحب کے لئے غیر معمولی رفع درجات کا موجب ہوئی ہوگی۔ چنانچہ حکیم سید پیر احمد صاحب کی یہ رؤیا بھی اس پر شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عالم بالا میں ان کی تیمارداری میں حصہ لے کر ان کے ساتھ غیر معمولی محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْفَعْ مَقَامَهُ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَكُنْ مَعَ اَهْلِهِ وَعِيَالِهِ وَمَعَنَا اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

خاکسار مرزا بشیر احمد از لاہور

۱۲/۱/۶۲

٭ میاں شریف احمد صاحبؓ وفات سے دو تین دن قبل گر گئے تھے جس سے ان کی کلائی اور بازو میں کافی چوٹ آئی تھی اور ہڈی کی چوٹ کا دل پر خاص اثر پڑا کرتا ہے۔

(خاکسار مرزا بشیر احمدؐ)

(الفضل ۱۷/۱/۶۲)

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝

"پھر باپ ہو جہاں میں پیدا نو بھائی ہو"

(رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا یہ قیمتی مضمون الفضل ۱۴ر جنوری ۱۹۶۲ء میں شائع ہو چکا ہے مگر افسوس ہے کہ اس میں سہو کتابت سے ایک حصہ درج ہونے سے رہ گیا ہے[1]۔ اس لئے یہ مضمون دوبارہ شائع جا رہا ہے۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء صبح کے وقت میں جلسہ گاہ میں جانے کے لئے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی کہ ایک عزیزہ نے یہ خبر سنا دی کہ میرے پیارے چھوٹے بھائی آخری سانس لے رہے ہیں۔ یہ الفاظ ایک تیر تھا کہ سینہ سے پار ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کس طرح میں وہاں پہنچی۔ جا کر دیکھا تو خدا تعالیٰ کا منشاء پورا ہو چکا تھا۔ مصنوعی سانس دلانے کی بیکار سی کوشش جاری تھی جس کو ایک حد تک جاری رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وقت میں نے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کے کان میں درد بھرے دل سے اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام اور اپنے شوہر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنا سلام پہنچانے کی درخواست کی۔ اب تک دل نہیں مانتا۔ یہی خیال تھا کہ شاید ابھی سانس چلنے لگے گا مگر یہ جھوٹی امید بر بشریت اور محبت کا تقاضا ہوتی ہیں انسان کمزور ہے۔

میرے چھوٹے بھائی (حضرت مرزا شریف احمد صاحب مرحوم) ۲۲-۲۳ سال سے شدید درد دل وغیرہ سے علیل رہتے تھے۔ کبھی کبھی دورہ ان پر پڑتے دکھ اور کرب کے گزرتے تھے مگر اب تین ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا کہ تھرمبائسس کا حملہ ہوا۔ ہسپتال میں بھی داخل رہے۔ اس کے بعد تو دراصل وہ بہت سخت بیمار ہی رہے ذرا سنبھلے پھر دل پر اثر ہوتا اور حالت گر جاتی خصوصاً وفات سے دو ماہ پہلے سے ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ پاؤں پر گھٹنوں پر ورم، دل کی کمزوری، سر میں چکر کئی بار چلتے چلتے گرے اور چوٹیں بھی لگیں جن کے تصور سے دل پر چوٹ لگتی ہے گویا تمام جسم ہی ضرب خوردہ تھا۔ وہ "عالی دماغ" "وہ جوہر قابل" "وہ نیّر تاباں" افسوس کہ بیماریوں کے بادلوں میں اکثر چھپا رہا اور اپنی پوری روشنی سے اپنی قابلیت خداداد سے دنیا فائدہ نہیں اٹھا سکی۔

انہوں نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی مگر حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی طرح ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا۔ بہت محسوس ہوتا تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا؟ مگر علم دین کے ہر پہلو پر حاوی تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔ رائے صائب ہوتی۔ مشورہ ہمیشہ ہمدردانہ ہوتا۔ علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا۔ ایسی اعلیٰ تعبیر دیتے اور اتنی تفصیل سے خوابوں کے متعلق نکات بیان کرتے کہ طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ میں اپنے خواب ان کی یہ خصوصیت دیکھ کر ان کو ہی سنایا کرتی تھی۔ ایک بار خیال ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ایک نیا تعبیر نامہ مرتب کروں جس میں نئی چیزیں دی ہوں اور خاص کر ہماری ملکی اشیاء کی تعبیریں لکھی جائیں۔ مگر بیماریوں نے مہلت نہ دی افسوس۔ مجھ سے صرف کچھ کم دو سال ہی بڑے تھے۔ ہم دونوں اور مبارک احمد زیادہ ساتھ کھیلے اور وہ تو ساتھ پڑھتے بھی۔ مگر باوجود ان کے ہمیشہ بہت محبتانہ سلوک اور ان کے سادہ سادہ بے تکلف طریق کے ان کے علم و فضل ان کی انتہائی شرافت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی عزت اور ادب بڑھتے ہی گئے۔ علمی پہلو کے علاوہ وہ ایک نہایت شریف اسم بامسمّیٰ نہایت صاف دل غریب طبیعت دل کے بادشاہ عالی حوصلہ صابر متحمل مزاج وجود تھے۔

اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے۔ بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی غیر بھی شہادت کے مجھ سے ان کی بات سوال کرے تو میں یہی کہوں گی اور وثوق سے کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب۔ وہ سراپا شرافت تھا ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر۔ اور پھر چھپے چھپے چپکے چپکے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پہنچ گیا۔ ان کے دکھ درد آخر ختم ہو گئے۔ گو ہمارے دلوں میں بے شک ان کی یاد اور درد جدائی قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

میری ان کی عمر میں بہت کم فرق تھا۔ ہر وقت کا ساتھ اکٹھے کھیلنا کودنا اور چھوٹے بھائی بہت شوخ و شنگ بھی تھے بچپن میں۔ مگر ہم کبھی نہیں لڑے۔ مجھے ایک بار بھی کبھی انہوں نے نہیں ستایا بلکہ ہمیشہ کہنا مان لیتے میرا ہی۔ شادی ہوئی تو دوہرا رشتہ ہوا۔ میرے میاں کے داماد بنے اور کئی سال پھر بو زینب بیگم (بیگم حضرت مرزا شریف احمد رض) کی علالت کے سلسلہ میں ہمارے ہاں ٹھہرے اور اکٹھے ایک گھر میں رہے۔ دنیا میں جیسا کہ ہو ہی جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ ان یکجائی کے ایام میں ہی کسی وقت کوئی بدمزگی ہو جاتی یا کوئی فرق برادرانہ تعلق میں آ جاتا مگر نہیں ہرگز نہیں۔ وہ میرا بھائی "میرا بھائی" ہی بنا رہا۔ لوگوں کی نظروں میں یہ ایک معمولی بات ہو سکتی ہے مگر میری نگاہ میں اس بات کی بے حد قدر رکھتی رہی ہوں اور اب سب دکھ کے ساتھ وہ اپنے چھوٹے بھائی کی محبت ان کی نرم و پیار بھری آواز اور اب ان کی بیماری کے ایام اتنی تکلیف ہر وقت اٹھانا یاد آ کر دل کو بے قرار کر دیتا ہے۔ بہت بہن بھائیوں اور جماعتوں کی جانب سے تاریں اور خطوط تعزیت اور ہمدردی کے وصول ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ میرا السلام علیکم اور شکریہ سب کی خدمت میں پہنچے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

اس میں کیا شک ہے کہ سب احمدی بہن بھائی ہمارے شریک غم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل فرمائے۔ آپ سب دعاؤں پر زور دیں یہی اصل ہمدردی ہے مرحوم کے لئے اور ہم سب کے لئے خصوصاً حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام) اور حضرت منجھلے بھائی صاحب کی صحت کے لئے اب اور بھی زور سے توفیق دعائے خاص اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہوئے دعا کریں۔

والسلام مبارکہ

(الفضل ۱۶/۱/۶۲)

[1] اور بدر میں بھی اسی صورت میں نقل ہوا (بدر)

سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

از جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ۔ قادیان

ہمارے دل اس حادثہ جانکاہ سے مجروح ہیں۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے موعود لخت جگر اور سلسلۂ حقہ کے ایک نہایت مقدس و بزرگ وجود جن کے ساتھ بہت سے خدائی نشانات اور وعدے وابستہ تھے۔ یعنی سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیائے فانی میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وکل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

سیدی حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جلیلہ کا ذکر چند اوراق میں ممکن نہیں۔ آپ اس زمانہ میں دین حق کی اس عمارت کے جس کی بنا اور استواری ابنائے فارس کے ہاتھوں مقدر ہے ستونوں میں سے ایک عظیم القدر ستون تھے اور آپ کی جبلی صلاحیتوں اور قدر و منزلت پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے الہامات شاہد ہیں۔ غرضیکہ آپ کا وجود مقدس شعائر میں شامل تھا۔ یہ عاجز ذیل میں بعض چشمدید واقعات جو حضرت صاحبزادہ صاحب رضؓ کی ذات بابرکات سے متعلق ہیں عرض کرتا ہے

(۱)

غالباً ۱۹۴۵ء کا ذکر ہے کہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ کسی سفر پر قادیان سے باہر تشریف لے گئے۔ اور خاکسار ان کی قائمقامی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے اجلاس میں شامل ہوا۔ اس وقت اجلاس میں علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحبؓ حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت منشی برکت علی صاحبؓ موجود تھے۔ اجلاس میں ایک اہم معاملہ پیش ہوا اور کافی بحث و تمحیص کے بعد معزز اراکین مجلس ایک فیصلہ پر پہنچے۔ جب فیصلہ کو املا کرانے کا مرحلہ آیا۔ تو اس کی عبارت کے مرتب کرنے میں مختلف ممبران نے مختلف فقرات سے اصل مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کسی عبارت پر بھی تمام ممبران اتفاق نہ کر سکے۔ کیونکہ کسی نہ کسی جہت سے پیش کردہ عبارت میں خامی رہ جاتی تھی۔ چنانچہ اسی رد و قدح میں پندرہ بیس منٹ گذر گئے۔ آخر حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ترف مسودہ کی ضرورت نہیں۔ رجسٹر مجھے دے دیا جائے میں فیصلہ لکھ دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میری عبارت سے صحیح مفہوم ادا ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ سب ممبران اس پر متفق ہو جائیں گے چنانچہ رجسٹر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور آپ نے تین چار منٹ میں فیصلہ لکھا۔ جو نمائندہ مکرم قاضی عبدالرحمن صاحب معاون ناظر املا نے پڑھ کر سنایا۔ میرے تعجب کی انتہاء نہ رہی کہ آپ کی تحریر کردہ عبارت سنتے ہی سب ممبران نے اس پر صاد کر دیا۔ اور اس میں کسی ایک لفظ کے ردّ و بدل کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ آپ کی قوت فیصلہ اصابت رائے اور خود اعتمادی کے اس واقعہ کو دیکھ کر میں بے حد متعجب ہوا۔ آپ کی یہی خوبی تھی۔ جس کی طرف "قاضی" کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ فرمایا گیا ہے۔

(۲)

جب محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی کی تقریب تھی اور آپ کی برات سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے مردانہ مکان میں آئی ہوئی تھی۔ تو اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام جو آپ نے اپنی اولاد کے لئے رقم فرمایا تھا۔ ایک دوست نے خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اسی وقت مردانہ کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ جونہی یہ شعر نظم پڑھنے والے دوست کی زبان سے نکلا کہ:-

"میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے"

تو آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور جب تک یہ دعائیہ اشعار پڑھے جاتے رہے۔ آپ کی طبیعت سوز و اضطراب سے بے چین رہی۔ رومال آپ نے اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔ جو قلبی کیفیت اس وقت آپ کی تھی۔ وہ آپ کو یا اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ لیکن آنکھوں سے اس کی جو غمازی ہوتی تھی۔ اس سے آپ کے قلب صافی اور پاکیزہ روح کا علم حاضرین مجلس کو بھی ہو رہا تھا۔ اللّٰھم ارفع درجاتہ فی الجنۃ بجوار سیّدنا المسیح الموعود علیہ السلام۔

(۳)

۱۹۳۴ء میں جب عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقدمہ گورداسپور کی عدالت میں دائر تھا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شہادت کئی دن تک عدالت میں ہوتی رہی ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مع دیگر بزرگان کے نہر کی پٹڑی سے بذریعہ کار گورداسپور تشریف لے جاتے تھے۔ چونکہ اس وقت مخالفت بہت زیادہ تھی۔ اسلئے رستہ میں نہر کے پلوں پر حفاظتی انتظام ضروری تھا۔ جس کی نگرانی سیدی حضرت میاں شریف احمد صاحب رضؓ کے سپرد تھی۔ علاوہ دیگر ضروری انتظامات کے درجنوں کی تعداد میں نوجوان سائیکلسٹ بھی مہیا کئے جاتے تھے۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی زیر ہدایات ۲ بجے بعد نصف شب اپنے اپنے گھروں سے اُٹھ کر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہو جاتے تھے۔ جہاں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ خود بہ نفس نفیس ان کو گروپوں میں تقسیم کر کے مختلف پلوں پر پہرہ کی تجویز فرماتے ان کی ڈیوٹی تجویز فرما کر گورداسپور کی سڑک پر (خاکسار اس وقت نویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا۔ اور مجھے بھی اس ڈیوٹی کی سعادت حاصل ہوتی رہی) یہ کام آپ نہایت تندہی اور ذاتی انہماک سے سر انجام دیتے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے حفاظتی انتظامات کی بجا آوری میں خاص درک اور صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ اور سلسلہ کی ایسی خدمات کو آپ نہایت خلوص اور (Labour of Love) کے طور پر سرانجام دیتے تھے۔

۱۹۲۴ء میں آپ کو یورپ کے تاریخی سفر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی معیت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کی مختلف نظارتوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ اسی طرح ٹیری ٹوریل فورس وغیرہ میں آپ نے قابل قدر خدمات ملک و قوم کی انجام دیں۔ یہ مقدس وجود آج ظاہری طور پر ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ لیکن ان کے اعمال حسنہ کارہائے نمایاں اور قدسی صفات تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ اور تابندہ رہیں گی۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں گی۔

پیارے احباب! اس وقت ہماری جماعت ایک نازک عبوری دور سے گذر رہی ہے۔ صحابہ کرام کا جنہوں نے براہ راست مامور و مرسل وقت سے اقتباس نور کیا تھا وہ دور اب قریب الاختتام ہے۔ ان کی بہت قلیل تعداد باقی رہ گئی ہے۔ اور ان میں جو زندہ ہیں وہ بھی چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہے ہیں۔ تابعین کی آئندہ نسل ابھی اس مقدس امانت کو جو خدا تعالیٰ نے اُن کے سپرد کی ہے پورے جذبہ، قربانی و ایثار اور للہیت سے اُٹھانے کے قابل نہیں ہوئی۔ آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ ہمیں اخلاص و جذبۂ قربانی اور جدوجہد کے اس معیار تک پہنچانے کی توفیق دے کہ ہم اپنے مقدس پیشرووں کے قدم بہ قدم چل سکیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہر قسم کی قربانیاں پیش کر کے اس کی ابدی رضا اور خوشنودی کا تمغہ حاصل کر سکیں۔

وعند اللہ ھبین عمدنا متعسرا ٭

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (بچپن میں سب سے پہلے مجھے مقبرہ بہشتی کے پاس ملے ہاتھ میں ہوائی بندوق تھی۔ مجھے کہنے لگے آپ چلتے پھرتے نہیں اور اصرار سے مجھے لے گئے ننگل کی طرف سے گئے۔ وہاں کیکروں کے جھنڈ میں ایک گلہری کو نشانہ بنایا۔ میں نے کہا میاں یہ کیا شکار ہوا کہنے لگے اڑتے پرندے اور گلہری کو درخت پر چڑھتے نشانہ بنانا ہر ایک کا کام نہیں۔ اسی طرح ایک روز بازار کی طرف سے ... تیتر پر

آرہے تھے بڑی مسجد کے پاس مجھے ملے اور بہت آہستہ آہستہ سائیکل چلاتے مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ جب چھتی ہوئی گلی کے نیچے پہنچے تو میں نے کہا میاں اتر جاؤ۔ خشن ڈھلوان ہے بدر رو درمیان میں ہے گھسنے لگے ہیں تو سائیکل پر ہی رہوں گا۔ سائیکل تیز چلانے سے آہستہ چلانا مشکل ہے۔ اور دو تین بار آ جا کر دکھایا۔ آپ نے ایک بار ریب ڈھاب میں کشتی چلانے کا شغل زوروں پر تھا۔ آبی سائیکل کی ایجاد کی پاؤں سے تختوں کے پہیوں کو اور سائیکل جیسٹ پر بیٹھے پانی میں چلایا جاتا تھا۔

ایک دفعہ ریتی چھلے میں مجھے نور ڈنگر کی جانب جاتے دیکھا تو اپنے موٹر سائیکل پر بٹھا لیا۔ میں نے کہا میرا سر چکر لگانے لگا ہے مجھے اتر جانے دیں۔ کہا آنکھیں بند کریں میرا سہارا لے لیں اور بلے رستے سے واپس ہی پہنچایا۔ دفتر میں آ کر میرے تخت پر بیٹھ جاتے ایک دن میں نے ایک طالبعلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ بہت ذہین اور اپنی جماعت میں ہوشیار ہے۔ آپ نے اس سے قرآن و حدیث کے عربی الفاظ کے معنے پوچھے اور بعض مسائل دریافت کئے اور اس کی غلطی پر اسے متنبہ کیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ آپ عربی زبان اور مسائل دینیہ سے گہری اور وسیع واقفیت رکھتے ہیں۔ لیکن بظاہر تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔ حضرت خلیفہ اول کے عہد میں ابتدائی مسائل میں ایک طالب علم نوجوان کے ساتھ شکار کو گئے اور بندوق کی نالی پھٹنے سے سخت مجروح ہو گئے۔ شام کو گھر میں آ کر چپ چاپ لیٹ گئے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور لوٹ پیٹنے پر بھی گھر والوں کو کچھ نہ بتایا۔ لیکن رات ان کی بے چینی بے خوابی کو دیکھ کر سیدۃ النساء ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضرت حکیم الامۃ کو اطلاع کرائی۔ آپ اسی وقت تشریف لائے۔ اور اصل سبب کا پتہ لگا لیا۔ اور علاج کیا۔

ٹیری ٹوریل میں شامل ہو کر کپتان کا عہدہ لیا۔ اور جو سکوٹ کور احمدیوں کی تھی اس کے متعلق سرگرم حصہ لیا۔

آپ کو عربی زبان کی تحصیل و تکمیل کے لئے مصر بھی بھجوایا گیا تھا۔ اور میرا خیال ہے آپ جامعہ ازہر میں کچھ مدت تعلیم حاصل کرتے رہے مگر جلد واپس بلا لئے گئے۔ ۱۵ و ۱۹۱۶ء دفتر تشحیذ لائبریری کے پاس حضرت امیر المومنین کی طرف سے دس مرلے زمین مکان کے لئے ناپ کر دینے آئے۔ اس میں چار پانچ فٹ بھرتی ڈال کر حضرت نانا جان رضی اللہ عنہ نے کچا مکان اپنی زیر نگرانی بنوا دیا۔ مشرقی جانب ڈھاب (جس کی گہرائی میں ہاتھی غرق ہو سکتا تھا) کے کنارے رستہ کے لئے صرف ایک فٹ جگہ چھوڑی گئی تھی بارش کے موسم میں سیلاب سے پانی

دیوار کے ساتھ آ ٹکرایا اور صحن میں بھی گڑھا پڑ گیا۔ بارش ہو رہی تھی میں پریشان تھا۔ آپ کہیں سے آ گئے خطرہ دیکھ کر چند لڑکوں کو بلایا اور کپڑوں سمیت ڈھاب میں چھلانگ لگا دی۔ ادھر ادھر سے کچھ لکڑیاں اور شاخیں جمع کر کرا کے دیوار کے ساتھ لگائیں۔ اب مشکل یہ کہ سوکھی مٹی نہ ملتی تھی آخر ایک کچی دیوار اور مکان کے اندر سے نکلوا کر مٹی ڈلوائی اور یوں رات گذری اور صبح پانی اتر چکا تھا۔ دفتر میں ایک دفعہ مجھے بے چین دیکھ کر حال پوچھا میں نے بتایا کہ درد نیم سر اینڈ ورم کا دورہ ہے۔ میری پنڈلیاں باندھیں اور سر دبانے لگے۔ میں نے کہا آپ تکلیف نہ کریں۔ کہا میں مسمریزم جانتا ہوں اس کا عمل کرتا ہوں۔ پھر گھر سے ایک شیشے کی ٹیوب سی لائے جسے ناک کے پاس توڑ دیا۔ غرض جب تک میں نے یہ نہ بتایا کہ اب بہت آرام ہو چلا ہے میرے پاس ہی بیٹھے رہے۔

جب ہم لاہور قادیان سے ہجرت پر پہنچے تو ایک روز حافظ سلیم احمد اٹاوی سے میری رہائش کا پتہ لگا تشریف لائے۔ دو تین منٹ میرے پاس چارپائی پر بیٹھ کر اٹھ بیٹھے اور ٹہلنے لگے جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے حافظ صاحب سے پوچھ کر کہ مجھے کونسی چیز کھانے کی پسند ہے اس موسم کے مطابق گزک کی قسم کا نرم حلوہ خرید کر بھجوایا اور کہلا بھیجا کہ بے تکلف پسندیدہ شے سے آگاہ کر کے منگوا لیا کریں اس کے بعد جب ۱۹۵۶ء میں ربوہ پہنچا تو شام کے وقت کمرے میں جہاں میں لیٹا تھا میرے پاس چارپائی پر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ مجھ پر رکھ لیا۔ میں پہچان نہیں سکا جب ایک دو باتیں کیں تو مجھے علم ہوا۔ اور اثنائے گفتگو میں جب یہ معلوم کیا کہ میں نے ابھی ربوہ کی آبادی کو نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ موٹر پر آپ کو سارا ربوہ دکھانے کا انتظام کیا جائے یہی ان سے آخری ملاقات تھی۔ میں نے صرف ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن کا مجھ سے براہ راست تعلق ہے اور زیادہ تر ان کے بچپن کی ہیں۔ کئی لوگوں کو ادنے درجے کی معلوم ہوں گی مگر ان سے ان کے اخلاق فاضلہ اور علم و عمل کامل پر روشنی پڑتی ہے سہ

بالائے سرش ز ہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

نظارت میں بہت سے عہدوں پر رہے اور اس میں کئی اصلاحی کام کئے۔ نظارت اصلاح و ارشاد میں تبلیغی لٹریچر کی کمی تھی اسے دور کرنے کی طرف توجہ دی گئی پمفلٹ اور رسالے مرتب کرا کے مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم کرائے۔ اب ایک کتاب "احمدیت کو کس طرح قبول کیا" مرتب کرا رہے تھے اصلاح و ارشاد کی ایسی تمام سرگرمیوں کی تفصیل شائع کرنی چاہیئے۔ آپ بہت جلد معاملہ کی تہ کو پہنچ جاتے اور فیصلہ کا نفاذ کراتے مگر کارکنوں میں باہم اختلاف ہو تو ان کو موقعہ دیتے کہ وہ باہم تصفیہ کر لیں اور کوئی قطعی حکم نہ دینا پڑے۔ جنازہ والے دن رات ہی کو میں نے چند اشعار کہے جن میں سے بعض دوسری صبح بھول ہی گئے جو کچھ یاد رہا وہ بدر میں رجسٹری میں بھیج چکا ہے ایک جو مصرعہ رہ گیا ہے۔

وہ مانند مسیح و مہدی کے
نقش ان کے جسم و جان پر تھے
لے چادریں زرد رنگ پر بیٹھے
الہام کا مبلبس زیبا ہے

اللہ تعالےٰ بجنت فردوس میں آپ کے مقام کو اعلےٰ اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔

نیاز مند اکمل عفا اللہ عنہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال پر

تعزیت نامے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

قرار داد تعزیت منجانب صدر انجمن قادیان

صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سانحہ ارتحال پر اپنے انتہائی غم و اندوہ کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالےٰ حضرت مرحوم و مغفور کی مقدس روح پر اپنی رحمت کی بارش تا ابد برساتا رہے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں اپنے مقدس والدین اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں جگہ دے۔ اور جملہ مقدس افراد اہل بیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بالخصوص آپ کی زوجہ محترمہ اور اولاد کے غمزدہ دلوں کو صبر جمیل اور تسکین عطا فرماوے۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے موعود و مبشر فرزند تھے بلکہ آپ کا مقام ذاتی خوبیوں اور مناقب جمیلہ اور سلسلہ حقہ کی بیش بہا خدمات کی وجہ سے بہت بلند ہے۔ اور آپ کی اچانک وفات کا صدمہ صرف اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بہت بھاری ہے بلکہ تمام افراد جماعت کے لئے بھی جانکاہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو صبر و رضا سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

۲۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے اس سانحہ عظیم پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز و حضرت مرزا بشیر احمد مدظلہ العالی اور دیگر مقدسین اہل بیت کی خدمت میں اپنی طرف سے اور جملہ افراد جماعت ہائے ہندوستان کی طرف سے اظہار تعزیت کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین (ناظر اعلےٰ قادیان)

پونچھ

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ ہوا ہے ناقابل اظہار نہیں۔ جماعت مقامی کے جملہ احباب نے حضرت مرحوم و مغفور کی نماز جنازہ غائب بعد نماز جمعہ ادا کی ہم تمام احمدی اس صدمہ جانکاہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی و دیگر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اور بارگاہ رب العزت میں بدست بدعا ہیں کہ تمام خاندان کو اس عظیم صدمہ میں صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

خاکسار محمد صدیق خانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

بھرت پور (مغربی بنگال)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے وصال کی خبر سنکر تمام احمدیوں کو شدید صدمہ ہوا۔ اخبار بدر کے ذریعہ اس اطلاع کی خبر کے پہنچتے ہی ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ بعد نماز جمعہ نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ اجلاس میں حسب ذیل تعزیتی قرار داد پاس کی گئی۔

جماعت احمدیہ بھرت پور (مرشد آباد) حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پر دلی افسوس اور انتہائی غم و ملال کا اظہار کرتی ہے۔ اور حضرت مرحوم و مغفور کے تمام متعلقین بالخصوص حضرت اقدس امیر المومنین و حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ وہ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اپنے مقدس باپ کے قرب میں بلند مقام پر فائز کرے۔ اور آپ کے تمام اعزہ و اقرباء کو اس صدمہ عظیم پر صبر کی توفیق دے آمین۔ خاکسار عبد المطلب مبلغ سلسلہ و یعقوب حسین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھرت پور۔

رسول پور (اڑیسہ)

کل اخبار بدر سے یہ خبر نہایت افسوسناک خبر ملی کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے لخت جگر حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کو داغ مفارقت دے کر اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور آپ کے تمام متعلقین کو اور ساری جماعت کو اس صدمہ عظیمہ پر صبر کی توفیق دے آمین۔ علاوہ ازیں جملہ احباب جماعت اس غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار سید فضل عمر خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ حال مقیم رسول پور (سونگڑہ)

جماعت احمدیہ پینگاڈی (مالابار)

کل شام کے ۵ بجے اخبار بدر میں یہ اندوہناک خبر پڑھنے کی بدقسمتی پیش آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو کر اس فانی دنیا سے ہمیشہ کے لئے اپنے حقیقی مولا کے پاس تشریف لے گئے اور اپنے اہل و عیال اور اقارب کو ہی نہیں بلکہ لاکھوں احمدیوں کو غم و ہم کا ہدف بنا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ولا نقول الا ما یرضیٰ بہ ربنا و انا لفراقہ لمحزونون۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو اپنے عظیم الشان والد بزرگوار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک گود میں اور حضور کے مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے پاس بٹھائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور ہمارا انجام نیک ہو۔ آمین۔

خاکسار حزین القلب عبد اللہ مالاباری (مبلغ سلسلہ) از پینگاڈی

لنڈن

محترم پروفیسر عبد السلام صاحب کے والد محترم لنڈن سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام تعزیتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت میاں شریف احمد صاحب کی وفات کی خبروں نے دل کو پاش پاش کر دیا۔ لیکن رضائے الٰہی پر راضی ہونا لازمی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت اقدس کی صحت پر بہت بار اثر ہوا ہو گا۔ دعا ہے کہ آپکو اللہ کریم برداشت کی طاقت بخشے۔ اور صحت و الی لمبی زندگی عطا فرماتے۔ نیز یہ بھی دعا ہے کہ اللہ کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے۔ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے مرحوم کا جنازہ غائب اتوار ۳۱ دسمبر کو پڑھا جائے گا۔

ماریشس

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مبلغ ماریشس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام تعزیتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شریف اصغر ہمارے پیارے المصلح الموعود کے برادر اصغر اور آپ کے چچا جان کی وفات کی خبر پاکر احباب جماعت کو از حد صدمہ ہوا۔ میری تو حالت تھی کہ دو تین منٹ تک تار کو ہی دیکھتا رہا۔ اور ارد گرد کھڑے دوست حیران تھے کہ کیا بات ہے لیکن جو بات ہونی تھی وہ تو ہو چکی تھی۔ اور اب سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کہنے کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ ماریشس کی جملہ احمدیہ مساجد میں نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ اور دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب کے اصغر رضی اللہ عنہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر کی توفیق دے۔ ان بزرگ صحابہ کے جانے کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہو رہا ہے اسکو پُر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین"

جماعت احمدیہ باتھرسٹ گیمبیا برٹش ویسٹ افریقہ

اراکین جماعت احمدیہ گیمبیا حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند تھے کی وفات حسرت آیات پر دلی صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ آپ کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں میں سے ایک گراں قدر نشانی آپ کی وفات سے ہی جہان سے اوجھل ہو گئی ہے۔ ہدایت کا ایک روشن ستارہ اور جماعت احمدیہ کا ایک ستون کرۂ ارض سے دوسری طرف منتقل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت میاں صاحب کی جدا ہونے والی روح پر خاص الخاص رحمتیں نازل کرے اور ان کو ان کے موعود مقام پر فائز کرے۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضور کے خاندان کے اس صدمہ میں دلی طور پر شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں اس قابل بنا دے کہ ہم اس کے وفادار بندے بن جائیں۔ اور اس کی قضا و قدر کے حکم کو بغیر شکوہ کے قبول کرنے والے ہوں۔

لجنہ اماء اللہ حیدر آباد دکن

ہم تمام ممبرات لجنہ اماء اللہ حیدر آباد دکن صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اچانک وفات پر انتہائی حزن و الم اور افسوس کا اظہار کرتی ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

آپ کا وجود مبارک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس فرد اور دین کے علمبردار ہونے کی حیثیت جماعت کے لئے مایۂ ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ جنت فردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ حیدر آباد ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ سیدہ نواب زینب بیگم صاحبہ و دیگر افراد خاندان سے باادب اظہار تعزیت کرتی ہیں۔ اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مقبول بی سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدر آباد دکن (آندھرا پردیش)

او۔ ایم۔ پی۔ کٹک (اڑیسہ)

اخبار بدر کے ذریعہ انتہائی رنج و دکھ کے ساتھ یہ افسوسناک اطلاع اچانک موصول ہوئی کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب ۲۶ دسمبر کو لاکھوں دلوں کو رنجیدہ بنا کر رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس المناک اطلاع سے علاقہ کے تمام احمدیوں کو سخت صدمہ ہوا اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے جوار رحمت میں بلند ترین مقام عطا کرے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت میاں صاحب کی اولاد اور آپ کے حرم محترم کو اس غیر معمولی صدمہ کے برداشت کی توفیق دے۔ ہم تمام افراد جماعت احمدیہ اس موقعہ پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار سید ابو صالح احمدی
صدر جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی۔ کٹک (اڑیسہ)

سرنگا کولم

اخبار بدر میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پڑھ کر ہمارے دلوں کو سخت صدمہ ہوا۔ حضرت میاں صاحب مرحوم کی اچانک وفات سے ہمارے دل غمگین ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد کے اس غم میں ہم سب لوگ شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل کرے اور سب کا انجام بخیر کرے اور راضی ہو۔ آمین۔

خاکسار بہادر خان احمدی از سرنگا کولم

بذریعہ تار تعزیتی پیغامات

(۱) مکرم مولوی عبد الواحد صاحب صدر جماعت احمدیہ آسنور کشمیر

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پر جماعت اظہار تعزیت کرتی ہے۔

(۲) مکرم محمد احسن صاحب شیخ صدر جماعت احمدیہ مانڈوجن

حضرت میاں شریف احمد صاحب کی افسوسناک وفات پر بہت دکھ ہوا۔ احمدیہ جماعت مانڈوجن کشمیر سب بزرگوں سے اظہار تعزیت کرتی ہے۔

(۳) مکرم پروفیسر اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ

حضرت میاں شریف احمد صاحب کی وفات کا بہت رنج ہوا۔ اظہار تعزیت فرمایا جائے۔

(۴) مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ابن سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پر سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۵) جماعت احمدیہ رشی نگر

ہم تمام افراد جماعت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر دلی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

دعائے مغفرت

مورخہ ۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو ذاکر نسبتی بھائی عزیز محمد بشیر

جو ایک عرصہ تک بیمار رہا اور جو لغضلہ تعالیٰ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا ہی کی برکت کے نتیجہ میں پیدا ہو کر ایک زندہ نشان بنے کا ثبوت بھی تھا انھوں نے اپنے ...

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

از شری کنس راج گوہر

ذیل کی نظم قادیان میں جماعت احمدیہ کے سترویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مورخہ ۱۷-۱۲-۶۱ کو دوسرے اجلاس میں بموجودگی جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت و ران کے ہمراہیاں شری کنس راج صاحب گوہر نے اپنی مخصوص اور جاذب توجہ آواز میں سنائی جو حاضرین نے بہت پسند کی۔ (ادارہ)

جس دے آون دی خبر قرآن دی قرآن دا قادی آیا ! — آیا مہدی معہود، مسعود بن کے ہر مظلوم دا بن کے امدادی آیا
بن کے رہبر حقیقی اسلام دا اوہ احمدیت دی دین منادی آیا — کیتا روشن چراغ، چراغ بی بی، ہادی بیگ دی نسل وچ ہادی آیا

آیا اصل بن کے مرزا مرتضیٰ دا کیونکہ حامی رضا و تسلیم دا سی
مرزا نسب وچ آیا سی ایسی کہ اوہ عاشق محمد دی میم دا سی

مسیح موعود یا مہدی مسعود کہو مہمان دو حضور دے نام دیاں — مولا، مومناں دا واسطے بھیجیا سی تد دے میاں دو احمد غلام دے بابلی
اس مقام محمود دا پتہ دتا ایسے لئی دو میماں مقام دیاں — اوہ ہے احمد تے احمد دے وچ ضامن ایس لئی دو میماں امام دیاں

منارۃ المسیح وچ دی دو میماں۔ حضرت بخش گئے کنی شان ایہنوں
دیکھو کنی تقدیس ہے قادیاں دی۔ دنیا آکھدی دار الامان ایہنوں

صلح کل سی صلح کل مذہب اوہدا دتا سبق اوس نے وحدانیت دا — تقویٰ، اتقا، توکل دا درس دے کے بوہا بند کر دتا انانیت دا
ہر اک مذہب دے ہادی دا ادب کر کے اُچا سر کر دتا انسانیت دا — جس نوں آکھدے نے لوک احمدیت ایہہ ہے سلسلہ اصل روحانیت دا

باغبان سی باغ توحید دا اوہ چاہ سی مہکدا ایہہ گلستان رہ جائے
کھا کھا گالیاں مگن رہے لگن اندر کہ جگ تے میرے محبوب دی شان رہ جائے

دشمن نال دی ہس کے پیش آئے پیدا طبع اندر انکسار کیتا — کیتی جداں مظلوم تے دیا اودی خواہی اوداں ای ظالم نوں نال پیار کیتا
دین واسطے دنیا نوں لت ماری رستہ انبیا دا اختیار کیتا — اک وصل محبوب دی چاہ لے کے ہستی اپنی نوں وقف یار کیتا

پیتے مار جوانی دے وچ جذبے اگ نوں پانی ہیٹھ ایاں چھپا لینا
لایا یار دے عشق دا روگ ایسا اوس روگ نوں جیون بنا لیتا

ماسوائے اللہ دل وچ رہے کجھ نہ ظرف دل اپنا خوب مانجھی آیا — مولا نال محبتاں پالئیاں من پون جگ والے لا کجھے مانجھی آیا
اوہدے خلق نوں دیکھ کے خلق رجھی ہر اک بول مٹھیا ساڈا سانجھی آیا — جھیڑے جی طوفان وچ ڈب رہے سی ڈھارس بنھ بیٹھے ساڈا مانجھی آیا

درد ونڈیا اوہناں نے اوہناں دا وی جیہڑے لوک اپنے ہمخیال نہیں سی
دشمن نال وی نیک سلوک کیتا آوندا ویکھ کے متھے ملال نہیں سی

کردے رہے جیہڑے ناروا حرکت اوہناں نال ہر بات روا کیتی ! — کتی رواداری سی عدہ دی وی مشکل حل ہر مشکل کشا کیتی
اللہ اللہ سی کتنا اخلاق اُچا جو کبھی گل کیتی بے ریا کیتی! — دکھی مشرک دی تدماں تے آن ڈگا تے اوہدے حق وچ وی نیک دعا کیتی

کسے بشر توں ایہہ گل نہیں ہو سکدی کیونکہ بشر اندر شر موجود ہندا اے
خیر البشر کوئی کرے تاں کرے ایداں کیونکہ اوہ محمود، مسعود ہندا اے

مینوں شرع شریعت دا خوف نہیں میں ہاں حق آکھن بہ ملا آیا — جس نوں لوک ابن مریم آکھدے نے بن کے اوہ ابن مرتضیٰ آیا
میں نہیں اپنی ضمیر نوں کچل سکدا بس ہاں کہن بہ حق بجا آیا — جس نے نوح دے بیڑے نوں ٹھلیا سی اوہ محبوب بن کے نا خدا آیا

سیرت آپ دی کراں بیان کیویں میں ناچیز۔ ناچیز کلام میرا
ایناں آکھ کے گوہر خاموش ہاں میں پہنچے اوہنوں درود و سلام میرا

احقر العباد
خاکسار گوہر

وادی کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم سید غلام احمد شاہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ متعین ماندوجن

(۳)

وفد کی ماندوجن میں آمد

مورخہ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو تبلیغی وفد قریب ۵ بجے بوقت عصر بذریعہ بس نہامہ پہنچا۔ وفد حسب ذیل ارکان پر مشتمل تھا مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب جموں۔ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کنہ پورہ خاکسار اور مکرم عبدالغنی صاحب بانڈے سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ماندوجن وفد کے استقبال کے لئے نہامہ پہنچے ہوئے تھے۔ وفد کی آمد پر ہماری طرف سے خوش آمدید کہا گیا۔ اور نہامہ سے بعد ماندوجن کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک مقام پر ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ مغرب سے ذرا قبل وفد ماندوجن پہنچا۔ جہاں احباب ماندوجن نے انہیں اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔ وفد کے قیام و طعام کا انتظام مکرم عبدالعزیز صاحب میر کے مکان پر تھا۔ چند منٹ آرام کرنے کے بعد مغرب کی نماز کی تیاری کی گئی۔ مسجد احمدیہ کی طرف جانے سے قبل مکرم عبدالعزیز صاحب میر کی درخواست پر احمدی احباب کی قبور پر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے دعا فرمائی۔ دعا سے فارغ ہو کر مولانا وفد کے دیگر اراکین کے ساتھ مسجد احمدیہ میں پہنچے۔ جہاں تقریباً جملہ احمدی احباب آپ کی انتظار میں تھے۔

نماز کے بعد چونکہ جلسہ کا پروگرام تھا اس لئے مقامی جماعت کے فیصلہ کے مطابق مولانا صاحب نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے باہر کھلی جگہ میں تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا۔

ماندوجن میں تبلیغی جلسہ

مکرم جناب مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ و امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کا زیر صدارت جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کنہ پورہ نے کی۔ اور نظم مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جموں نے پڑھی۔ خاکسار نے مولانا موصوف اور دیگر اراکین وفد کا تعارف کرایا نیز جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت مختصر الفاظ میں بیان کر کے مولانا صاحب سے تقریر کے لئے درخواست کی۔

مولانا صاحب نے نہایت ہی دلنشین پیرایہ میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک۔ حضورؐ کی آئندہ زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں۔ انہی پیشگوئیوں کے مطابق امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کی آمد، جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں آپ نے مسلمانوں کو ان بد و قبیح رسومات سے بچنے کی تلقین کی جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قبر پرستی کی جو بُری رسم عام مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر مختلف سبق آموز واقعات اور لطائف سے بھی مزین تھی۔ ہر موضوع کو آپ نے عام فہم الفاظ میں بیان فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی واقعات تو آپ نے اس رنگ میں بیان فرمائے گویا سامعین بذات خود حضور کے واقعات کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے سلسلہ میں آپ نے جو پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائیں ان کی مزید تائید اہل ہنود کی کتابوں سے بھی کی۔ اور وید کے دھرم پستکوں میں بیان کردہ علامات کو بھی بیان فرمایا۔

تقریر کے آخر میں آپ نے مسلمانوں کو خصوصاً اور دیگر احباب کو عموماً اس بات کی تحریک کی کہ ہم سب کو اپنی پیدائش کا مقصود جو خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس سے ملاقات ہے ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور بتایا کہ جب سے مسلمانوں نے اس عظیم الشان مقصد کو بھلایا ہے تبھی سے دینی اور دنیاوی لحاظ سے مسلمان ذلیل ہو چکے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگیوں میں صحابہ کرام کا رنگ پیدا کریں تو خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ ان جیسا سلوک روا رکھے گا

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ کنہ پورہ نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر یا عمال صالحہ پر تھی۔ آپ نے یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا سے استدلال کرتے ہوئے سامعین کو دنیا کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ بالآخر ہمیں خالق و مالک کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے حضوری سے پیشتر ہمیں کچھ تیاری کی ضرورت ہے۔ اور نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچانے کی ضرورت ہے جس سے قرآن مجید نے بار بار ڈرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی رضاء کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

بالآخر دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں احمدی اور غیر احمدی مرد و زن بکثرت شامل ہوئے۔ جلسہ کے پروگرام کے متعلق چونکہ غیر احمدی احباب کو پہلے سے مطلع کیا ہوا تھا۔ اس لئے دوست کثرت سے شامل ہوئے مستورات کے لئے تین مکانوں کے صحنوں میں انتظام کیا گیا تھا جہاں سے بخوبی تقاریر سنی جا سکتی تھیں۔ احباب نے مولانا کی تقریر کو بے حد پسند کیا اور بعد دعا اکثر احباب نے فرط محبت میں آپ کے ساتھ مصافحہ کیا

مورخہ ۲۴/ اکتوبر کو بعد نماز فجر مولانا صاحب نے ھل ادلکم علٰی تجارۃٍ تنجیکم من عذابٍ الیم کی تفسیر بیان فرمائی۔ اور احباب جماعت کو قربانیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور بعض ایمان افروز واقعات بیان فرما کر ایثار اور قربانی کی حقیقت اور اس کے فوائد احباب کے سامنے رکھے۔

درس و تدریس سے فراغت کے بعد قیام گاہ پر بھی وفد سے کئی ایک غیر احمدی احباب نے ملاقات کی۔ اور انہیں احمدیت کا پیغام احسن پیرائے میں بتایا گیا۔

قریباً ۹ بجے وفد کے ہمراہ جماعت کا ایک فوٹو لیا گیا۔ اس موقعہ پر گاؤں کے بہت سے غیر احمدی احباب بھی جمع تھے۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے اس اجتماع میں ایک تقریر کی جس میں نظام کی برکات پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے ماسٹر محمد شفیع صاحب کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ یہ نظم بڑی ہی مؤثر تھی جسے سنکر متعدد احباب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے

اس اجتماع سے فراغت کے بعد وفد کو کھانا کھلایا گیا اور قریب گیارہ بجے مطابق پروگرام یہ وفد آسنور کے لئے روانہ ہوا۔ جماعت کے کثیر احباب گاؤں سے کافی دور تک وفد کو الوداع کہنے کے لئے ہمراہ گئے۔ اور چند احباب نالہ دلیشو تک وفد کے ساتھ رہے۔ چونکہ اس نالہ کے اوپر پل نہیں ہے۔ اس لئے ان احباب نے اراکین وفد کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر نالہ سے پار کیا۔ اور پھر یہ دوست مایوس اپنے گاؤں کو آئے۔ اس موقعہ پر محترم مولانا بشیر احمد صاحب نے احباب کی محبت اور اخلاص کا بار بار بعجز سے تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ ہماری طرف سے احباب کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس محبت اور اخلاص کا بہترین اجر انہیں عطا فرمادے۔ آمین۔

آسنور میں آمد

قریباً چار بجے بعد دوپہر وفد آسنور میں وارد ہوا۔ آسنور میں وفد کے قیام کا انتظام خواجہ عبدالرحمان صاحب مرحوم کے مکان پر کیا گیا۔ مختصر سے آرام کے بعد متعدد احباب سے ملاقات کی گئی۔ اور مغرب سے ذرا قبل وفد نے اس باغ کی طرف چکر لگایا جہاں سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مع اہل و عیال اور آپ کے ساتھ سلسلہ کے بعض دوسرے بزرگان کرام نے قیام فرمایا تھا۔ اس باغ کے ایک طرف جماعت آسنور کے بزرگان خواجہ عبدالرحمان صاحب میر خواجہ عبدالرحمان صاحب ڈار دفن ہیں۔ ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھنے کے بعد نماز مغرب کے لئے وفد مسجد احمدیہ آسنور میں پہنچا۔ بعد نماز مغرب مولانا بشیر احمد صاحب نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر بیان فرمائی جس میں متقیوں کی علامات پر شرح اور بسط سے آپ نے روشنی ڈالی۔ ایمان بالغیب اقامۃ الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تشریح کرتے ہوئے متعدد واقعات آپ نے بیان فرمائے۔

مورخہ ۲۵/ اکتوبر کی صبح کو تحصیل ایجوکیشن آفیسر مولانا صاحب کی قیامگاہ پر بغرض ملاقات تشریف لائے۔ افسر صاحب سے دیر تک مختلف امور پر بات چیت ہوتی رہی۔ معزز مہمان نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی جہات کو بہت سراہا۔ اس موقع پر آسنور کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بھی بعض امور احباب جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے گئے جن پر غور کرنے کا ممدوح نے وعدہ فرمایا۔

آسنور میں تبلیغی جلسہ

بعد نماز ظہر قریب ۲ بجے مسجد احمدیہ آسنور کے وسیع اور کشادہ صحن میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جموں کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جو مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے کی اور صاحب صدر نے نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے اہم موضوع پر لیکچر دیا۔ لیکچر کے آغاز میں مولانا موصوف نے اکثر دید

اور بعوث یہ پران کی وہ پیشگوئیاں حاضرین کے سامنے رکھیں، جن میں آنحضرت صلعم کا نام نامی داسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کیا گیا ہے۔ انہی پیشگوئیوں کو بیان کرکے آپ نے فرمایا کہ اس عظیم الشان رشی کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے والا ہوگا۔ آپ نے اس علامت کے پیش نظر بڑی وضاحت سے یہ بیان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امن کے قیام کے لئے جو جدوجہد فرمائی اور جو اصول بیان فرمائے ایسی جدوجہد اور ایسے اصول آج تک کسی اور ریفارمر نے بیان نہیں کئے۔

آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امن کے قیام کے لئے حسب ذیل ذرائع اختیار فرمائے۔

۱۔ خدا تعالےٰ رب العالمین ہونے کی وجہ سے اس نے تمام لوگوں کے لئے جہاں جسمانی خوراک کا انتظام فرمایا وہاں روحانی خوراک کا بھی انتظام فرمایا اور اس کے لئے اپنے رشی منی۔ نبی اور پیغمبر تمام قوموں۔ جماعتوں اور ملکوں میں بھیجے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کے ساتھ مساوات کا سبق سکھا کر امن کی بنیاد کو استوار کیا۔ آپ نے حجۃ الوداع کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ حضور نے اس تقریر کے ذریعہ قوموں کے اونچ نیچ کو ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ کر دیا اور مسلمان آج بھی حضور کی اس سنہری تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔

۳۔ مذہبی لحاظ سے حضور نے مسلمانوں کو وسعت قلبی کی تعلیم دی اور فرمایا کہ کسی مذہب پر بلاوجہ حملے کرنا مناسب نہیں اور نہ جبراً کسی کو اسلام میں داخل کرنے کی اجازت ہے بلکہ آپ نے بتایا کہ اسلام آزادی مذہب کا حامی ہے اور اس نے صاف کہا ہے کہ لا اکراہ فی الدین من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی دین کے بارہ میں قطعاً جبر اور زبردستی نہیں جو چاہے اس دین کی خوبیوں کو دیکھ کر ایمان لائے اور جو چاہے ایمان نہ لائے۔

اسی طرح فاضل مقرر نے دفاعی جنگوں کے سلسلہ میں حضور کی تعلیم۔ معاہدات کی پابندی کے سلسلہ میں آپ کی تعلیم اور حضور کا اپنا نمونہ پیش کرکے بتایا کہ یہ جملہ باتیں حضور کے امن کے دیوتا ہونے پر شاہد ناطق ہیں۔

تقریر کے آخر میں مولانا نے جارج برناڈ شا کا حوالہ پیش کیا جس میں حضورؐ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمد جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا امیر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے گے۔ آپ نے دوستوں کو باہمی اتحاد اور تبلیغ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنی فاضلانہ تقریر کو ختم کیا۔

آپ کے بعد مکرم مولانا عبد الواحد صاحب فاضل نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اور بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ باوجودیکہ ان ایام میں زمیندار احباب بہت معروف ہوتے ہیں پھر بھی کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے اور بعض غیر مسلم اور غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کے بعد ماسٹر عبد الوہاب صاحب پسر محترم خواجہ عبد الرحمان صاحب میر مرحوم ریٹائرڈ نے وفد کو چائے پر بلایا۔ رات کو خواجہ عبد المنان صاحب و مکرم غلام رسول صاحب ڈار نے وفد کو کھانے پر مدعو کیا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ آسنور کے کئی ایک بزرگ اور معززین بھی شریک تھے۔

جلسہ سے قبل دوپہر کا کھانا ملک محمد یوسف صاحب برادر ملک عبد الکریم کلکتہ نے پیش کیا۔

بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے ایک تقریر فرمائی جس میں بدرسوم کی قباحتوں پر روشنی ڈالی۔

دوران قیام مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے حسابات بھی چیک کئے۔ مورخہ ۲۶ر اکتوبر کو مکرم منصور احمد صاحب ٹھوکر ساکن کوریل نے وفد کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا۔ کوریل میں داخل ہونے سے پیشتر مکرم منصور احمد صاحب کے والد بزرگوار جناب غلام احمد صاحب موصی کی قبر پر دعا کی گئی۔ مرحوم کی یہ بھی وصیت تھی کہ قادیان سے جو بھی دوست یہاں آئیں ان سے میرے لئے دعا کرائی جایا کرے۔ دوپہر کے کھانے میں آسنور کے بھی کئی ایک احباب شریک ہوئے۔ کھانے سے فارغ ہوکر دو نئی تعمیر شدہ احمدیہ مساجد کی زیارت کی گئی۔ اور وہاں دعا کی گئی۔ قریب ایک بجے وہاں سے فارغ ہوکر وفد یاستہ آسنور رشی نگر کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی سے پیشتر مکرم مولانا عبد الواحد صاحب فاضل نے دعا کرائی اور وفد کو دعاؤں کے ساتھ محبت بھرے جذبات کے ساتھ الوداع کیا۔

(باقی)

مدرسہ احمدیہ میں طالب علموں کی ضرورت

(اور)

صاحب استطاعت احباب سے مالی امداد کی تحریک

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم و تربیت قادیان

جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرکز سلسلہ میں "مدرسہ احمدیہ" کے نام سے دینی درسگاہ کا اجراء فرمایا تھا۔ کم و بیش نصف صدی سے اس درسگاہ کے فارغ التحصیل طلباء نے قابل قدر دینی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اندرون ملک میں مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس نیک کام کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر سال اس مدرسہ میں طلباء معقول تعداد میں داخل ہوں جو چند سال مرکز میں قیام کرکے دینی علوم سے واقفیت حاصل کریں اور پھر ملک کے اکناف میں فریضہ تبلیغ سرانجام دیں۔

مدرسہ ہذا میں مڈل پاس طلباء داخل کئے جاتے ہیں جملہ امراء اور صدر صاحبان و دیگر عہدیداران جماعت سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر و تعارف میں اس قابلیت کے ہونہار طلباء اور ان کے والدین یا سرپرستوں کو تحریک کریں کہ وہ اپنے ایسے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے مرکز میں بھجوائیں۔ تعلیمی سال عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ مناسب ہے کہ ایسے بچوں کے متعلق پہلے ہی سے اطلاع مل جائے تا نئے سال کے آغاز میں مدرسہ کی پہلی جماعت میں انہیں آسانی سے داخلہ مل سکے۔ اور مستحق طلباء صدر انجمن احمدیہ کے مقررہ وظائف سے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

نیز جماعت کے ذی ثروت احباب کو اس کار خیر میں مالی امداد کی بھی تحریک کرتا ہوں۔ نظارت ہذا کی طرف سے اس قسم کی تحریک پہلے بھی کی گئی جس پر ایک مخلص دوست نے مالی امداد کا وعدہ فرمایا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کے دوسرے دوست بھی اس میں حصہ لیں۔ آجکل ایک طالب علم کا ماہوار خرچ کم و بیش پچیس روپیہ ماہوار ہے۔ حسب حالات دوست اس سے کم و بیش [illegible] امداد دے کر تعاونوا علی البر والتقویٰ کے ثواب کے مستحق بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہر رنگ میں بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ایڈیشنل ناظر تعلیم و تربیت قادیان

یوم جمہوریت (بقیہ صفحہ ۲)

حال ہوتی اور عملی میدان میں اس کے لئے بھی بہت سی قانونی موجود ہیں لیکن جب تک ایسا ممکن نہیں اور مذہب پسند طبقہ کی ایک اجتماعی صورت پیدا نہیں ہو سکتی انفرادی کوششوں کو تو آسانی سے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہر مذہبی آدمی اپنی جگہ پر اس بات کی پوری کوشش کرے کہ وہ اپنے مذہب کا اچھا نمونہ دکھا۔ [illegible] بنیادی طور پر مذہب بدنام نہ ہو اور دلوں میں اس کی توقیر قائم رہے۔ پھر مذہبی نقطۂ خیال کے اختلاف کے باوجود سب مذہب پسند ایک مشترکہ کاز "انسانیت کی خدمت" کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت نے ہمیشہ ہی اس وسیع تر نقطۂ نظر کو سامنے رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ معقولیت پسند طبقہ میں اس مشترک جماعت کی مساعی کو ہمیشہ ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس کی کوششیں ہمیشہ ہی بارآور ثابت ہوئی ہیں۔

یوں تو ایک سمجھدار انسان کیلئے ہر دن ہر بار ہوتا ہے، لیکن بعض ایام غیر معمولی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ملک کے جشن جمہوریت کے اس اہم موقعہ پر ہم اپنے اہل وطن کو اس نہایت ضروری بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اپنی متحدہ کوششوں سے عوام کی سماجی کمزوریوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اگر ہم اس موقعہ پر اس بات کا عہد کریں اور اس کے بعد اپنے اپنے دائرہ میں اس عہد کو نبھانے کی حتی الامکان سعی کریں تو ملک بھر میں ایسا خوش آئند انقلاب آسکتا ہے جو مادی اور روحانی دونوں طرح بابرکت ہوگا اور اسی قسم کے انقلاب کی نہ صرف ہمارے ملک بلکہ اس وقت ساری دنیا کو بڑی ضرورت ہے!!

اعلان دعاء

محترم مولوی محمد اسمعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری جو جماعت احمدیہ یادگیر کے سیکرٹری مال بھی ہیں اور سلسلہ کے دیرینہ مخلص و پُرجوش خادم ہیں گذشتہ ماہ توجہ بلڈ پریشر و درد گردہ اور بعض دیگر اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے صاحب فراش ہیں اور حیدرآباد میں زیر علاج ہیں جملہ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے اس مخلص دینی بھائی کی صحت کاملہ و عاجلہ اور جملہ پریشانیوں کی دوری کیلئے دعا فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

درخواست ہائے دعا (۱) خاکسار زیادہ مقروض ہو جانے کی وجہ سے ان دنوں سخت پریشان ہے احباب کرام درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جلد مجھے قرض سے نجات دے اور میرے کاروبار میں برکت ڈالے اور ہر قسم کی پریشانیوں کو دور کرے آمین۔ خاکسار محمد احمد قمر سنوری و دسیا لکوٹ (۲) برادرم قریشی عارف علی فاضل چینیوٹ سے لبا رضہ درد ریاح خلیل ہیں جس کی وجہ سے ان کو سخت بے چینی ہے نیز چند دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں دوست انکی کامل شفا یابی کیلئے خصوصیت سے [illegible]

صالح نگر اور ساندھن کا تبلیغی دورہ

(بقیہ صفحہ اول)

ہندوستان سے لے کر جنوبی افریقہ مصر اور روس تک کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے سامنے اچھی قسم کے کھانے پیش کئے گئے۔ جو تھے تو بہت میٹھے مگر ساتھ ہی سخت بھی تھے۔ لیکن اللہ کا فضل کہ میرے دانت اس امتحان میں کامیاب نکلے۔

۲۷ دسمبر کو میں مکرم منور احمد خان کے ساتھ صالح نگر سے ساندھن کے لئے روانہ ہو گیا۔ ۳۰ کو وہاں سے واپس آ کر انٹر کالج درد معاری میں تقریر کا پروگرام تھا۔ جب ساندھن وہاں کے احباب کو اطلاع دیئے بغیر پہنچ گیا تھا دار التبلیغ میں قیام کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب مولوی بہادر علی خان صاحب تشریف لائے۔ پھر دوسرے احباب جماعت سے معلوم ہوا کہ ایک احمدی خاندان میں پیچش کی وجہ سے دو اموات ہو چکی ہیں اس خبر سے بڑا صدمہ ہوا۔ ساتھ ہی مایوسی بھی۔ شام کو مولوی بہادر علی خان صاحب کے ساتھ اسکول کی طرف سیر کو نکلا۔ وہاں ہیڈ ماسٹر صاحب اور چند ٹیچر صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ ایک احمدی دوست مکرم حبیب اللہ صاحب نے وہیں رات کی ایک تقریر کا پروگرام بنا لیا۔ اور واقعی جب رات کے ۸ بجے تک بہت سے لوگوں کو دار التبلیغ لے آئے جن میں اسکول کے لڑکے اور کئی غیر مسلم افراد بھی تھے میں نے جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد پر ایک تقریر کی۔ اکثر لوگوں کی اکثریت شوق اور جذبہ تک اُٹھی۔ صبح ادھر ادھر چھوٹے چھوٹے ہوئے پھر نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اور میں نے قادیان کا برکات پر خطبہ دیا نماز جمعہ کے بعد جب میں دھوپ میں آ کر بیٹھ گیا تو مولوی بہادر خان صاحب آئے اور کہا کہ احباب آپ کی زبانی کچھ سننا چاہتے ہیں۔ میں نے موقعہ غنیمت جانا اور حالات حاضرہ پر ایک تقریر کی۔ یہ تقریر جب ختم ہو گئی تو دوستوں نے کہا کہ آج ہی کی رات جامع مسجد میں بھی ایک تقریر ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے منادی بھی کرا دی گئی۔

رات کو نماز عشاء کے بعد جامع مسجد میں میری تقریر شروع ہوئی۔ اجتماع توقع سے بہت زیادہ ہو گیا تھا سامعین میں اکثریت غیر احمدی مسلمانوں کی تھی۔ اس لئے میں نے ان کے سامنے یاجوج ماجوج کی تشریح کی۔ یہ تقریر کچھ لمبی ہوئی۔ لیکن لوگ انتہائی دلچسپی سے سنتے رہے۔

اس تقریر کے بعد وہیں تمام لوگوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ کل ساندھن ایک میٹنگ ہونی چاہیئے۔ اس میٹنگ کے لئے ساندھن کے علاوہ آس پاس کی دوسری آبادیوں میں بھی منادی کرائی گئی۔ دن کے گیارہ بجے ایک وسیع چوپال میں میری تقریر شروع ہوئی۔ یہ تقریر "نیشنل انٹیگریشن" پر تھی۔ اس جگہ میں نے ڈیڑھ گھنٹوں تک اس موضوع پر تقریر کی۔ آخر تک سامعین کی آمد کا سلسلہ جاری تھا غیر مسلم اشخاص کثرت سے شریک ہوتے تھے۔ میں نے اخیر میں نہایت صفائی سے اس بات کا اعلان کیا کہ

> اگر کرشن اور رام کا کوئی کلمہ ہے تو میرے سامنے پیش کرو۔ میں پڑھوں گا۔ جہاں تک گائتری منتر کا سوال ہے وہ ابھی پڑھ کر سناتا ہوں۔ آپ لوگ بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ ڈالیے۔"

توبیج رج بہت سے لوگوں کی زبان سے اسی وقت یہ کلمہ نکل گیا۔ میری تقریر کے بعد وہاں کے ہیڈ ماسٹر جی اور بعض سوشلسٹ لیڈروں نے میرا شکریہ ادا کیا۔

میری دانست میں اب ساندھن کا پروگرام ختم ہو گیا تھا۔ رات میں اطمینان سے کھانا کھا کر بستر پر چلا گیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک ہندو نوجوان لکھن لال آیا اور اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگا کہ آج آپ کی تقریر بہت لوگوں نے سُنی۔ لیکن بہت سے کھیت ہی پر رہ گئے تھے۔ وہ لوگ اب آئے ہیں انہیں بھی کچھ سنا دیجئے۔ میں نے بہت معذرت کی۔ مگر وہ مصر رہے۔ آخر میں نے حامی بھری تو فوراً ایک پارٹی آ گئی۔ دار التبلیغ میں دریاں بچھ گئیں اور پھر میری تقریر شروع ہو گئی۔ یہ تقریر بھی سوا گھنٹے تک جاری رہی۔

اس کے بعد سامعین نے یہ تجویز پیش کی کہ دو تقریریں ہونی چاہئیں ساندھن میں اور ایک پبلک میٹنگ اور دوسری تقریر انٹر کالج اچھنیرہ میں۔ ساتھ ہی احباب جماعت نے شہر آگرہ میں بھی ایک تقریر کا پروگرام بنایا۔ میں نے کہا کہ ان تمام پروگراموں کے لئے ۳۱ دسمبر کی رات کے دس بجے تک کا وقت دیتا ہوں۔ اچھنیرہ میں تقریر کرائیں یا آگرہ اور ساندھن میں احباب نے آگرہ کو ترجیح دی۔ اور اسی لئے ۳۱ کی صبح ہی کو آگرہ کے لئے روانگی کا پروگرام بنایا گیا۔ مگر روانہ ہونے میں کچھ دیر ہو گئی۔ کچھ تو خاطر و مدارات میں۔ اور کچھ احباب کے نوٹ لینے میں۔ جب آگرہ کے لئے تانگہ تیار ہو گیا تو مکرم برکت اللہ صاحب، مکرم مولوی بہادر علی خان صاحب اور مکرم منور احمد خان صاحب۔ میری تقریر کی جستہ جستہ باتیں نوٹ کرنے لگے۔ اس میں کافی دیر لگ گئی۔ اور میں آگرہ اتنی دیر سے پہنچا کہ وہاں کسی پروگرام کی گنجائش نہیں تھی۔ ساندھن سے مولوی بہادر علی خان صاحب اچھنیرہ تک اور مکرم منور احمد خان صاحب اور ریاض علی خان صاحب آگرہ تک میرے ساتھ آئے۔ آگرہ سے میں بمبئی کے لئے روانہ ہو گیا۔

میرے اس دورہ میں صالح نگر اور ساندھن کے تمام دوستوں نے بڑی محبت اور اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مکرم محمد کریم الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ ساندھن کا بھی شکر گزار ہوں کہ وہ اپنی بیماری کے باوجود ہر ممکن تعاون کرتے رہے۔ سمیع اللہ انچارج مسلم مشن

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ ۲۱ ۱/۶۲ تا ۱۵ ۲/۶۲

مندرجہ ذیل جملہ جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۱ ۱/۶۲ تا ۱۵ ۲/۶۲ بغرض پڑتال حسابات۔ وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ ۱۹۶۲-۶۳ وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہٗ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
پوری	۲۱ ۱/۶۲	۱	۲۲ ۱/۶۲	
بھینیشور	۲۲ - 〃	۱	۲۳ - 〃	
نیا گڑھ	۲۴ - 〃	۱	۲۴ - 〃	
مانکا گوڑہ	۲۵ - 〃	۱	۲۵ - 〃	
کیرنگ	۲۶ - 〃	۲	۲۸ - 〃	
زنگا ڈل	۲۸ - 〃	۱	۲۹ - 〃	
کٹک ٹاؤن	۲۹ - 〃	۲	۳۱ - 〃	
او-ایم-پی چاولیہ گنج	۱ ۲/۶۲	۱	۲ ۲/۶۲	
چودوار	۲ - 〃	۱	۳ - 〃	
سرونیا گاڈل	۳ - 〃	۱	۴ - 〃	
سونگھڑہ	۴ - 〃	۲	۶ - 〃	
کینیدہ رہ باڑہ	۶ - 〃	۱	۷ - 〃	
کرڈاپلا	۷ - 〃	۱	۸ - 〃	
ارکھ پٹنہ	۸ - 〃	۱	۹ - 〃	
پنکال	۹ - 〃	۱	۱۰ - 〃	
کوٹ پد	۱۰ - 〃	۱	۱۱ - 〃	
سری پالر	۱۱ - 〃	۱	۱۲ - 〃	
بھدرک	۱۲ - 〃	۱	۱۳ - 〃	
سمبل پور	۱۳ - 〃	۱	۱۴ - 〃	
سدڈ کلہ	۱۴ ۲/۶۲	۱	۱۵ ۲/۶۲	

درخواست ہائے دعا

۱- میری لڑکی نے اسی سال ادیب کامل اور ہائی سکول ہر دو کا امتحان دیا ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ایم رفیع اللہ رفیع میڈیکل ہال فیض آباد

۲- میری بیوی عرصہ سے دمہ، کھانسی، بخار وغیرہ میں مبتلا تھی۔ آج کل علاوہ مذکورہ بالا امراض کے ساتھ ناک سے بے حد خون جاری ہے۔ کٹک ہسپتال لے جانے والا ہوں۔

جملہ بزرگان درویشان قادیان اور ناظرین اخبار بدر کی خدمات میں عاجزانہ گزارش ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کلی عطا فرمائے آمین۔

خاکسار سید محمد احمد سابق پراونشل امیر اڑیسہ

خبریں

بنارس ۱۸ جنوری۔ ڈاکٹر سمپورنا نند سابق وزیر اعلیٰ یوپی چیرمین جذباتی یکجہتی کمیٹی نے کل بیان کیا کہ حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کی بڑی ذمہ داری موجودہ تعلیمی نظام پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے ہریش چندر ڈگری کالج میں ایک کانووکیشن ایڈریس پڑھتے ہوئے کہا کہ اسکولوں اور کالجوں میں ہندوستانی تاریخ تین مختلف زمانوں میں تقسیم ہے ہندو مسلم اور برٹش۔ اس سے طلبا کے ذہن پر اثر پڑتا ہے۔ کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے سے الگ ہیں یہ حقیقت طالب علموں کو نہیں بتائی جاتی کہ ہندو مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ مذہبی اختلافات بتائے جاتے ہیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ ہندوستانی کلچر اور تہذیب ہندو اور مسلمانوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہندوستانی مورخوں نے طالب علموں کے ذہنوں میں کھلا ہے۔ اس لئے وہ فرقہ وارانہ فسادات کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے۔

ڈاکٹر سمپورنا نند نے اساتذہ سے اپیل کی کہ وہ طالب علموں کے ذہنوں میں ماضی کے احترام کا جذبہ پیدا کریں۔ اور اس طرح قومی یکجہتی کے کاز میں مدد دیں۔

نئی دلی۔ ۱۸ جنوری۔ کمیونسٹ پارٹی اور پرجا سوشلسٹ پارٹی نے آل انڈیا ریڈیو چناؤ تقریریں نشر کرنے کی پیشکش کو مسترد کر دیا ہے۔

نئی دلی ۱۸ جنوری۔ آج شام کو یہاں سے ۴۰ میل دور موضع کھیڑی کلاں ضلع گوڑگاؤں کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے پنجاب کے گورنر شری۔ این۔ وی۔ گیڈگل نے اعلان کیا کہ پنجاب میں چناؤ کے دوران ہونے والی کسی بھی گڑبڑ کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور شرارت پسند عناصر کو سختی سے کچل دیا جائے گا۔ آپ نے کھیڑی کلاں میں ایک ہائر سکنڈری اسکول کی بنیاد رکھی۔

مسٹر گیڈگل نے کہا اس وقت ہندوستان کو بنانے یا بگاڑنے کی ذمہ داری عوام پر ہے اور عوام کو ہی اگلے پانچ سال کے لئے حکمرانوں کا چناؤ کرنا ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ووٹ دیتے وقت پوری طرح سے چھان بین کرنے کے بعد ہی ایسی پارٹی کو ووٹ دیں جو مضبوط ہو اور جس نے کہ اپنے حکمرانی کے دور میں آپ کی بہبود کے لئے کام کیا ہو۔ آپ نے پنجاب کی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آزادی کے بعد پنجاب میں کارخانوں کی تعداد چھ گنی ہو گئی ہے۔ اور نئے نئے ڈیموں کی تعمیر سے ۲۵ لاکھ ایکڑ مزید اراضی سیراب ہونے لگی ہے۔ شری گیڈگل نے عوام سے اپیل کی کہ وہ خود کو زبان اور مذہب کے جھگڑوں سے الگ رکھیں تاکہ ملک ترقی کر سکے۔

نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ پنجاب میں لوک سبھا کے ۲۲ اور اسمبلی کے ۱۵۴ کیرل میں لوک سبھا کے ۱۸ ہماچل میں لوک سبھا کے ۴ علاقائی کونسل کے ۴۱ اور دہلی کے لوک سبھا کے پانچ انتخابی حلقوں میں نئے انتخابات کے لئے نوٹیفیکیشن جاری کر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب، کیرل اور دہلی میں ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء کو ووٹ ڈالے جائیں گے جبکہ پنجاب میں کلو اور سراج کے اسمبلی کے انتخابی حلقوں اور ہماچل پردیش میں لوک سبھا کے چار اور علاقائی کونسل کے ۱۲ انتخابی حلقوں میں نمائندوں کا انتخاب تھوڑے وقفہ کے بعد ہوگا کیونکہ یہ علاقے برف سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

تمام انتخابی حلقوں کے لئے نامزدگیوں کی آخری تاریخ ۲۷ جنوری رکھی گئی ہے اور ان نامزدگیوں کی جانچ پڑتال کے لئے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء اور امیدواری سے دستبردار ہونے کے لئے یکم فروری ۱۹۶۲ء آخری تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔

سملیہ میں جلسہ سیرت النبیؐ

بتاریخ ۷ جنوری سملیہ کے ایک مسلمان دوست مکرم محمود احمد صاحب نے اپنے بیٹے کے ختنہ کی تقریب پر اہل بستی اور مضافات سے متعدد مسلمان بھائیوں کی دعوت طعام پر مدعو کیا اور ساتھ ہی ساتھ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا بھی انتظام کیا۔ خاکسار بھی اس تقریب میں مدعو تھا۔ لہذا نماز مغرب سے قبل احقر سملیہ کی مسجد میں پہنچ گیا نماز مغرب خاکسار کی اقتداء میں ہی ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک رسول کریمؐ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ سامعین کرام توجہ اور دلچسپی سے سنتے رہے۔ بعدہٗ دعا اجلاس بخیرو خوبی انجام پذیر ہوا۔ اور حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔

یہ لوگ اگرچہ ابھی تک احمدیت میں داخل نہیں ہیں تاہم احمدیت سے کافی حد تک مانوس و متاثر ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے جلدی ان لوگوں کو قبول احمدیت کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام خاکسار عبد الحق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رانچی

تقریب رخصتانہ

خانبہادر الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کے صاحبزادے سید لئیق احمد صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر "دی سینٹینیل" کا نکاح محترمہ نسیمہ خاتون صاحبہ بنت سید محبوب الحسن صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کے ساتھ اسی سال ہو چکا تھا۔ اب ۸ جنوری کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

محترمی سید محی الدین احمد صاحب کی زیر قیادت برات اجتماعی دعا کے ساتھ ۲۸ دسمبر کو بخیرو عافیت بھاگلپور پہنچ گئی۔ برات کا قیام علاقہ بھاگلپور بلکہ بہار کی مشہور معروف ہستی جناب مولانا شاہ فخر عالم صاحب گدی نشین خلیفہ باغ کے دولتکدہ پر رہا۔ برات میں مستورات اور بچے بھی شامل تھے۔ نیز اس وقت اس علاقہ پر شدید سردی کی لہر مسلط تھی۔ محترم ڈاکٹر سید فخر الحسن صاحب اور آپ کے خسر محترم جناب مولانا شاہ فخر عالم صاحب اور آپ کے ہونہار صاحبزادگان نے مہمانوں کے قیام و طعام اور آرام کا نہایت عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ محترم شاہ صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے مکرم شاہ آفتاب عالم صاحب Divisional Accounts Officer بمبئی سے بر وقت تقریب میں شرکت کی غرض سے پہنچ گئے۔

رخصتانہ کے بعد ۳۰ دسمبر کو یہ سب مہمان بخیرو عافیت واپس رانچی پہنچ گئے۔ ۱۰ جنوری کو محترم سید محی الدین احمد صاحب نے شہر کے کثیر التعداد معززین کو طعام ولیمہ پر مدعو فرمایا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دینی اور دنیوی اعتبار سے جانبین کے لئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بابرکت بنا دے۔ آمین۔

اس مبارک موقعہ پر محترم سید لئیق احمد صاحب نے مندرجہ ذیل مدات میں چندہ کا وعدہ کیا شکرانہ فنڈ ۱۰/۱ ساجد ممالک بیرون ۵/۔ اعانت بدر ۵/۱ روپے

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رانچی

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ جنوری ۶۲ء میں ختم ہے

- ۱۸۰۰ مکرمی ایس ڈی رحمن صاحب کرناٹک
- ۱۹۹۰ " قریشی محمد مختار احمد صاحب لکھنؤ
- ۲۰۸۵ مکرمہ مسز ایس ایم حبیب حیدرآباد
- ۱۹۹۱ مکرمی محمد عبد العزیز صاحب ممکنڈپڑہ
- ۱۹۲۰ " مسعود عالم صاحب پٹنہ
- ۱۹۹۲ " بگ محمد شاہ صاحب الہدرک
- ۱۳۲۸ " رسول بخش صاحب پاکر
- ۱۸۰۱ " محمد تقی صاحب رگول
- ۱۳۳۶ " مکرمی نجمی بیگم صاحبہ ہیلی
- ۱۷۲۶ " چودھری عبد الحمید صاحب بمبئی ۳
- ۱۷۲۸ " محمد باجوہ حبیب اللہ صاحب سرینگر
- ۱۲۰۷ " دی۔ ایچ اسمٰعیل صاحب مرکرہ
- ۱۹۱۱ " زین العابدین صاحب کلکتہ
- ۱۵۲۰ " محمود احمد صاحب میرٹھ حسینا پور
- ۱۲۵۸ " ایس ایم یوسف صاحب باندہ
- ۱۷۹۵ محترمہ شوکت جہاں بیگم صاحبہ مونگیر
- ۱۹۹۳ " نجمی مبارکہ محبوب صاحبہ بھاگلپور
- ۲۰۳۷ " نور محمد صاحب بہیر گوجرانوالہ
- ۲۰۹۲ مکرمی نسیم احمد صاحب بہار شریف
- ۲۰۹۳ " شیخ عبد العزیز صاحب شنکر پور
- ۲۰۹۴ " محمد عنایت اللہ صاحب علی چپلی
- ۲۰۹۶ " سید جہانگیر صاحب حیدرآباد
- ۲۰۹۷ " عبد الوقار خان صاحب محبوب آباد
- ۲۰۹۹ " سیٹھ بشیر احمد صاحب لکھنؤ
- ۲۱۰۷ " سید کمال الدین صاحب لسنہ